بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o

رَبَّنَا لَکَ الحَمد

اُردو حمدیہ دیوان

ریاض مجید

2016)\MONO
(Qirtaas
Naat\Naat

سلسلہ اشاعت:85

تاریخ اشاعت:3 ربیع الاوّل

قیمت:دُعائے خیر

جملہ حقوق بحق شاعر محفوظ ہیں۔

اشاعت الحقوق: ریاض مجید

کمپوزنگ: رابعہ+مبشرہ+وجاہت زیدی

تزئین:علی حسن زیدی0300.6619124 ''ماہوزا''،کمپیوٹر کمپوزنگ،فیصل آباد

پروف:خالد محمود

سرورق:علی

بائنڈنگ:محمد احسان سیالوی

مطبع:زیدی،لیزر پرنٹرز،فیصل آباد041-2645380

اہتمام:

پوسٹ بکس ۴۵،فیصل آباد

..............................o..............................

انتساب

يَا رَبِّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِي لِجَلَالِ وَجْهِكَ وَلِعَظِيمِ سُلْطَانِكَ

ہے اِذن ترے ہی سے جو کچھ کوشش کی
تکمیل ہوئی ہے یوں مری خواہش کی
مقبول ہو ربّنا لك الحمد اِس طور
بن جائے سبیل یہ مری بخشش کی

یا عبدی سے یاد فرما کر

والدخُلی جنّتی کا مژدہ دے

ترتیب

- ’’ربنا لکَ الحمد‘‘......حمدیہ شاعری کا تخلیقی کارنامہ! 13

- ○ الف اللہ کی حمد و ستائش کے بیاں کو آ 23
- ○ ’’ریاض ایمان کرنے کو مکمّل آ‘‘ 25
- ○ ہر ایک پل با ادب کہے جا 27
- ○ ذوقِ ثنا میں عمر مکمّل ہوا ے خدا! 29
- ○ اللہ اللہ وِرد ہے کس ذکرِ عالمگیر کا 31
- ○ جھلتے موسموں میں سائباں سب کا 33
- ○ ذرّے ذرّے میں ہے پوشیدہ اشارہ حمد کا 35
- ○ جب سے ترا ریاضؔ ثنا گر ہے نُور کا 37

۔ غبارِ نفس میں گُم مجملوں کو جاننے والا	39
۔ خدایا! اپنے پیام و خطاب سے دینا	41
۔ کیا ہے، مجھے جو تُو نے نہیں ہے دیا ہُوا!	43
۔ جب سے رمز آشنائے حمد ہُوا	45
۔ ہم رہروانِ سُست قدم پر کرم کیا	47
۔ ہے یہی پہلی، یہی آخری خواہش مولا!	49
۔ جب سے حمد پسند ہُوا	51
۔ تُو کہ ہر ایک کا خدا ٹھہرا	53
۔ **وِردِ سبعاً من المثانی، کا**	55
۔ ہوئی فیضان پاش رحمتِ رب	58
۔ تجھ سے منسوب فن آرائی کا یہ کام ہے سب	61
۔ تسبیح کے دیں فزا تصور میں جیبھ	63
۔ ترے کرم کا ہے یوں فیضِ عام اپنے آپ	65
۔ ہر ایک شے پہ ہے وہ ہی قدیر ہر ساعت	67
۔ کس طرح سے پہچانے انسان تری قدرت	69
۔ رکھتا تھا کہاں لہجۂ سرو کارِ فضیلت	71
۔ راہِ بخشش کا تری دل مرا راہی ہے بہت	73
۔ حق تو نہیں _ از راہِ سخاوت ہو مرے ساتھ	75
۔ دُوری سے دھیان میں یوں حرم سے ملاؤں ہاتھ	77

○ - اپنے خوابوں کو جھٹک، نفس کی ترتیب الٹ	79
○ - سب سے مُنہ موڑ اک اُس کی یاد میں بیٹھ	81
○ - شہرِ فردا کے تحیّر زاد امکانوں میں بیٹھ	83
○ - ایسا، جس کی نہیں مثل، وارث	85
○ - تجھ سے کوئی شے نہیں اوجھل، غیاث	87
○ - معتبر لفظ ہوئے حُسنِ نوا کے باعث	89
○ - روا ہے حسنِ عمل سے عقیدتوں کا خراج	91
○ - یا رب! ترے صفات و کمالات کی سمجھ	93
○ - الف اللہ بولتا ہُوا سچ	95
○ - طلبِ عفو و مغفرت کی سوچ	97
○ - کس طور بے لگام پھری ہے نگہ نہ پوچھ	99
○ - آدمؑ و نوحؑ و ابراہیمؑ و مسیحؑ	101
○ - خوبصورت، نئی، حسیں تاریخ	103
○ - دل ہُوا جس گھڑی سے خوگرِ حمد	105
○ - ہے بے کنار، ذاتِ صمد، اللہ الصمد	107
○ - پیشِ نظر ہے بابِ حرم، اللہ الصّمد!	109
○ - منبع و مصدرِ نِعَم کی سیدھ	111
○ - قدرت کے سامنے خس و خاشاک کا گھمنڈ	113
○ - باغِ ہنر اجاڑ تھا، تھے پیڑ ٹُنڈ مُنڈ	115

حصر لا تقنطوا میں جی، مت ڈھ — 117
ازل کی اک گواہی اور اک پیمان کا ماخذ — 119
ترے کرم سے مری حمد و نعت کے کاغذ — 121
جہاں کا مالک و حاکم ہے وہ اللہ اکبر — 123
سجدہ ہائے شکر ہر ہر گام پر — 125
الف الحمد کا ارادہ کر — 127
دلا! کیا پوچھتا ہے بابتِ عمر — 129
تو میرے مسائل سے ہے آگاہ، کرم کر — 132
خوفِ محشر سے ہو نہ جان اجاڑ — 133
حرص ماری جبلتوں کی ٹیڑھ — 135
دل کی آنکھوں سے کر تلاوت پڑھ — 137
دل خراش و دل افگن و دل دوز — 139
دین و دُنیا کی بھلائی چاہیے ہے مجھ کو، نیز — 140
ہے حمدِ اللہ سے سرافراز — 141
تری بڑائی کی، اے خالق و رؤف و عزیز! — 143
نہیں کہ ہے فقط اندازِ راہبر کشمش — 145
رہیں تا عمر زینتِ قرطاس — 147
مرتکز کر یقیں کی سمت حواس — 149
لفظ کے راستے دعا کی کشش — 151

٥ - وِلا نما کوئی طرزِ ادا ہو خاص الخاص	153
٥ - ترے ہی دین کی خاطر سدا خالص	155
٥ - خوب کو چھوڑ کے کرتا رہا نا خوب ریاض	157
٥ - جرم کار اور رُو سیاہ، ریاض	159
٥ - نزع و موت و قبر و بعث و حشر و نشر و پلِ صراط	161
٥ - دلِ ہر ذرّۂ جہاں سے ربط	163
٥ - دائماً عرض و التجا کے لفظ	165
٥ - اے سراپا نقشِ رحمت الوداع!	167
٥ - ہر اشکِ توبہ ہے اِک ارمغاں ارفع	169
٥ - جتن ہزار کریں دہر بھر کے تیز دماغ	171
٥ - ہر ایک قطرۂ خوں سے ملے ثنا کا سراغ	173
٥ - کر نامۂ اعمال صاف	175
٥ - رحیم! رحم ہو مجھ پر، کرم ہو ربِّ شافؑ	178
٥ - سورۂ فجر کی جب آخری آیت کی طرف	179
٥ - ہے تو ہی مجھے پالنے والا مرے خالق!	181
٥ - دُور کر دے مرے اعمال کی کالک، مالک!	183
٥ - اِس سعیِ ثنا گوئی کے انجامِ طرب تک	185
٥ - اب جہاں بھر کے لئے کیسے پرائی ہوئی آنکھ	187
٥ - فضائے جاں کو سکینت کی کیفیت میں رکھ	189

○ - تیری چاہت میں مرے ربِ عُلیٰ! سب سے الگ	191
○ - ربّنا دُور ہو ہنر کی اونگھ!	193
○ - عکسِ نُور ''علی نُور دل	195
○ - سرِشکِ نُور سے چہرہ سنوارتا ہے دل	197
○ - کس قدر ہے رہِ حیات جمیل	198
○ - جب سے ہے دل ثنا سے فروزاں قدم قدم	199
○ - اے خوشا! اپنے لئے آیا ہے فرقانِ عظیم	201
○ - دیکھ کر ہر بُنِ مُو پر ترے الطافِ عمیم	203
○ - زیست کا وظیفہ ہو دھڑکنوں کی ہو گردان	204
○ - دین محفوظ رہے اور سلامت ایمان	205
○ - ترے الطاف کی بدولت، دن	207
○ - ہیں وقتِ صبح اور سرِ شام اور ہیں	209
○ - دلِ ظُہور کی روحِ رواں کا مالک تُو	211
○ - لب پر مرے مدام ترا ذکرِ پاک ہو	213
○ - نظر کے سامنے ہر پل مطافِ کعبہ ہو	215
○ - اس ظلمتِ غفلت سے نکلنے کی کوئی راہ	217
○ - وہ مرے پاس ہے، سبحان اللہ	219
○ - کیا مولا نے پھر لطف و کرم، الحمدللہ	221
○ - ہمسفر ہو گا نبیؐ کا کرم، اِن شاء اللہ	223

○ ۔ حمد کس طور سرافراز ہے، ماشاء اللہ	225
○ ۔ ہو دن کہ ہو شب، سبحان اللہ	227
○ ۔ دمِ آخر رہے وردِ زباں 'الحمدللہ'	229
○ ۔ رحیم رب، مؤدّت جاہ	231
○ ۔ مرے کریم! علیم و خبیر ذات تری	233
○ ۔ رواں رکھتی ہے سب کو جستجو اُس کی	235
○ ۔ کرم اے رب! گھڑی اس سے بڑی بھاری نہیں کوئی	237
○ ۔ گداز بخش طبیعت کو، دل کو رقّت دے	239
○ ۔ فنا پذیر، زوال آشنا کریں کیسے؟	242
○ ۔ رگوں میں خون کے دوران کے حوالے سے	245
○ ۔ وہ جرم ہو نہ، جس کی معافی نہ ہو سکے	247
○ ۔ نہیں ہے جس کے کرم کی کوئی بھی حد اُس نے	249
○ ۔ خوابوں کی دسترس، نہ خیالوں کی زد میں آئے	251
○ ۔ ربِّ عرشِ عظیم! تیرے لئے	253
○ ۔ اس یقین سے دل اقرارِ احد کرتا ہے	255
○ ۔ کس طرح سے ہم کو پالتا ہے؟	257
○ ۔ بہ احترام ہر آغاز حمدِ رب کا ہے	259
○ ۔ زمیں اُسی کی، زمانہ یہ سب اُسی کا ہے	261
○ ۔ رہتے ہیں ہمیشہ سے کنارے پہ کرم کے	262

o۔ رگِ ہر سنگ میں عکسِ خدا لو دے رہا ہے 263
o۔ نُورِ لاتقنطوا کا ہالہ ہے 265
o۔ سکون و حُب کا کنارا اُسی کی ذات سے ہے 267
o۔ حرم مثال ہو یہ دل کا ذرہ ممکن ہے 269
o۔ دین سے تیرے کچھ اس طور ارادت ہو جائے 270
o۔ روح کو تازگی کا مژدہ دے 271

''رَبَّنَالَکَ الْحَمْدُ''......حمدیہ شاعری کاتخلیقی کارنامہ!

''رَبَّنَا'' اے ہمارے رب! ......یہ ندائیہ کلمہ ہے۔قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو جو دعائیں سکھائی ہیں ان دعاؤں میں اکثر کا آغاز اسی طرح ہوتا ہے۔جب کوئی بندہ ،اللہ تعالیٰ کو''ربّ'' کہہ کر پکارتا ہے تو اس کے ذہن میں اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ ''ربّ'' وہ ہے جس کی ملکیت میں تمام عوالم بھی ہیں اور میں بھی ہوں اور جس نے تربیت فرما کر عوالم کو اور خود مجھے درجہء کمال عطا فرمایا ہے۔عربی میں ربوبیت کے معنی پالنے کے ہیں۔بقول مولانا ابوالکلام آزاد''اگرانسان اپنے وجود کو دیکھے تو خود اس کی زندگی اور زندگی کا ہر لمحہ ربوبیتِ الٰہی کی کرشمہ سازیوں کی ایک پوری کائنات ہے''۔ریاض مجید صاحب نے بھی ''رَبَّنَــا'' کہتے ہوئے یہ تمام مفاہیم پیشِ نظر رکھے ہیں۔

''لَکَ الْحَمْد ''(تیرے ہی لیے تعریف ہے)عربی میں حمد''ثنائے جمیل'' کو کہتے ہیں۔ریاض مجید نے پہلے پکارا''اے ہمارے ربّ''......اوراس پکار میں اللہ کی تعریف کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ کا شکرادا کرنے کا جذبہ بھی سمونے کی کوشش کی۔پھر''لَکَ الْحَمْد '' کہہ کر''حمد'' کو حصر کے ساتھ اللہ کی تعریف قرار دیا۔اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کی ابتداء بھی ''الحمدللہ'' کے کلمات سے کی ہے۔اس طرح شاعر موصوف نے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار کرتے ہوئے صرف اُسی ہستی کو لائقِ تعریف جان کر بے ساختہ پکارا''لَکَ الْحَمْد''...... گویا شاعر نے اپنے دیوان کی ابتداء ہی خالقِ کائنات کے بارے میں اسلامی نکتہء تفہیم سے کی ہے۔شاعر نے تصورِ ربوبیت اور فیضانِ ربوبیت کے لیے تعریف اور شکر کے جذبوں کی اساس بھی اسلامی

paradigm یا اسلامی perception کی حدود میں رہ کر کی ہے۔

"رَبَّنَـا لَکَ الْـحَمْد" ریاض مجید صاحب کا حمدیہ دیوان ہے۔ آج کل لوگ اپنے شعری مجموعے کو بھی "دیوان" کا نام دے دیتے ہیں۔ لیکن فن آگاہ اور روایت شناس شعراء مجموعہء کلام اور دیوان کا مفہوم ہمیشہ پیشِ نظر رکھتے ہیں۔ چناں چہ میں بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ "رَبَّنَـا لَکَ الْـحَمْد" ایک حمدیہ دیوان ہے کیوں کہ اس میں حمدیہ غزلوں کو ردیفوں کی الف بائی ترتیب سے شامل کیا گیا ہے اور حروفِ تہجی کا کوئی حرف چھوٹنے نہیں پایا ہے۔ حد یہ ہے کہ شاعر نے ہائے مخلوط (دوچشمی ھ) کی شمولیت سے بننے والے الفاظ کو بھی، بڑے اہتمام کے ساتھ ردیفوں کے طور پر اپنایا ہے............ مثلاً حرفِ با میں "سب" کی ردیف والے اشعار بھی ہیں اور "بھیجھ" کی ردیف کا استعمال بھی ملتا ہے۔ حرف "تا" کی ردیف میں "بہت" بھی ردیف ہے اور "ساتھ...... ہاتھ" بھی۔

ہائے مخلوط کا یہ اہتمام مجھے اساتذہ کے کلام میں بھی نہیں ملا اور "رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد" سے قبل جو نعتیہ دواوین منصہء شہود پر آئے ہیں، ان میں بھی یہ اہتمام نہیں ہے۔ اپنی محدود معلومات کی حد تک میں کہہ سکتا ہوں کہ حمدیہ مجموعے تو بہت آئے ہیں لیکن دواوین صرف دو شائع ہو سکے ہیں۔ ایک سید افتخار حسین مضطر خیرآبادی کا "نذرِ خدا" جو مارچ ۱۹۲۹ء میں شائع ہوا تھا۔ دوسرا دیوان "تحمیدِ کردگار" کے نام سے گستاخ بخاری کا حمدیہ دیوان ۲۰۱۲ء میں منظرِ عام پر آیا۔

چناں چہ ان حقائق کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ عہدِ جدید میں، حروفِ تہجی میں "ہائے مخلوط" کو جو اضافی حسن ملا ہے، ریاض مجید نے اس کو بھی آئینہء فن میں منعکس کر دیا ہے۔

علاوہ ازیں "رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد" میں الف ممدودہ کو بھی ردیف کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ یہ جدت بھی صرف اسی دیوان میں نظر آتی ہے۔ اساتذہء سخن کے دواوین اور مذکورہ دونوں نعتیہ دواوین، اس جدت سے محروم ہیں۔

حمدیہ شاعری کے اظہاراتی پہلو بھی مختلف الجہات ہیں۔ انسان، اپنے خالق کو اس کی

صنعت (کائنات) کے حوالے سے پہچانتا اور اس کی پہنائیوں کو دیکھ کر خالق کی تعریف کرتا ہے تو اس کی تعریف کا یہ رُخ بھی حمدیہ ہوتا ہے۔ انسان اپنی بے بضاعتی اور اپنے خالق کی عظمتوں کا تصور کر کے شعری پیکر میں حمدیہ لحن کا اضافہ کرتا ہے تو شاعری میں بندے کے عجز اور ربّ کائنات کی عظمتوں کا احوال الفاظ میں روشنی کا منبع بن جاتا ہے۔ اسی طرح جب کائنات اور خود اپنی ذات کی تخلیقی فطرت پر غور کرتا ہے تو خالق کی عظمتیں اسے حیران کر دیتی ہیں اور شاعر کو پوری کائنات ایک حیرت خانہ نظر آنے لگتی ہے۔ سو آئینۂ شعر میں حیرت و استعجاب کے عکس نمایاں ہونے لگتے ہیں۔ یہاں امیر خسرؔو کا ایک شعر یاد آ گیا:

ما ایم و تحیُّرو خموشی
وافاق ہمہ بہ گفتگویت

(ہم، کائنات کی نیرنگیوں کو دیکھ کر عالمِ حیرت میں ہیں۔ کچھ بول ہی نہیں سکتے، خاموش ہیں۔ جب کہ کائنات کا ذرہ ذرہ تیری ہی گفتگو کر رہا ہے۔ یعنی پکار پکار کر تیری عظمتوں کا اعلان کر رہا ہے)۔

مسلمان شاعر جب اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کا ادراک کرتا ہے تو اس پر ھیبت طاری ہو جاتی ہے اور جب وہ اپنی زندگی کے ان شب و روز کا شمار کرتا ہے جو پروردگار کی بتائی ہوئی صراطِ مستقیم سے انحراف کرتے ہوئے بسر ہوئے تھے تو اس کے دل میں ندامت پیدا ہوتی ہے اور وہ عفوِ گناہ کے لیے التماس کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ اپنے اردگرد کے ماحول کو جب دینی اقدار کے لیے ناسازگار پاتا ہے تو بھی اس کے دل سے آہ نکلتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتا ہے کہ ماحول سازگار بنا دے!

''رَبَّنَا لَکَ الحَمْد'' کے شعری کینوس (Canvas) پر حمدیہ شاعری کے تمام رنگ بکھرے ہوئے ہیں۔ گویا یہ کتاب حمدیہ حوالے کی ایسی کتاب ہے جس کے ''اوراقِ مُصَوَّر'' ہیں۔

حمدیہ موضوعات کے ذکر سے قبل میں چاہتا ہوں کہ شاعرِ موصوف کے اجتہادات یا

اولیات کا عکس دیکھ لیا جائے:

الف ممدودہ کو غالباً سب سے پہلے غزل کی ردیف بننے کا شرف احمد فراز کے کلام میں حاصل ہوا تھا جب انھوں نے کہا تھا:

رنجش ہی سہی، دل ہی دکھانے کے لیے آ
آ، پھر سے مجھے چھوڑ کے جانے کے لیے آ

لیکن فراز نے کوئی دیوان نہیں لکھا۔ بس ایک غزل کی ردیف میں الف ممدودہ آ گیا اور امر ہو گیا۔ اس کے برعکس ریاض مجید نے بالقصد الف ممدودہ کو ردیفی دائرے میں شامل کیا۔ دیکھیے انھوں نے کس سبھاؤ سے حمدیہ آہنگ پیدا کیا ہے:

الف، اللہ کی حمد و ستائش کے بیاں کو آ
ہوس آلود کلکے ! اُرخ سے زنگِ حرص کو دھو، آ
بُھلا سب رشتہ و پیوند دنیا کے
ریاضؔ افضل ہے جو نسبت، اُدھر کو، آ

اسی طریقے سے ہائے مخلوط کا استعمال دیکھیے:

ہو صنف غزل کی یا رباعی کی ہو
ہے حمد طلب اِسی تحیُّر میں جیٹھ

کر حروفِ مقطِعات پہ غور
شرح گویانِ ق و ص میں بیٹھ

یاد میں حج کے مقامات و مناسک کی ریاضؔ
چل منیٰ عرفات مزدلفہ کے میدانوں میں بیٹھ

....

رہے پیشِ نگاہ 'واھـــجــــــر ھـــم'
دِلا! کچھ بھی کہے کوئی، مت ڈھ

....

صفحے صفحے پہ دیکھ حیرت زار
اُس کے گُن دیکھ، اُس کی قدرت پڑھ

....

گناہگار ہوں، تُو قبر و حشر میں اپنے
کرم کے سائے میں رکھ، رحمتوں کی چھت میں رکھ

....

ہے جہاں بھر کے لیے کیسے پرائی ہوئی آنکھ
زہے تقدیر! حرم دیکھ کے آئی ہوئی آنکھ

ان اشعار میں ہائے مخلوط کی نیرنگی کے ساتھ ساتھ مضامین کی بوقلمونی بھی دیکھیے اور تلمیحاتی فضا کے رنگ بھی محسوس کیجیے۔ تفصیل کی گنجائش نہیں ہے ذرا 'واھجر ھم' کی شعری بنت اور سورۂ مُزّمّل کی آیت نمبر ۱۰ کا مضمون ذہن میں مستحضر کیجیے......اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محبوب! یہ لوگ جو باتیں بناتے ہیں ان پر صبر کیجیے اور ان کو نظر انداز کر دیجیے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں جن میں عجز، حیرت، عفوِ گناہ کی تمنا، اور ماحول بدلنے کی دعائیں شامل ہیں:

عجز:

تری بڑائی، کی اے خالق و رؤف و عزیز!
ثنا کرے تو کرے کیسے ذرۂ ناچیز؟
خجالتی ہوں، مری خاکِ منتشر میں کوئی
نہ عاجزی کا قرینہ، نہ بندگی کی تمیز

حیرت:

ظاہر ہوں کلام میں جو دل نے
کر رکھی ہیں حیرتیں پس انداز

ماحول سازگار بنانے کی دعا:

وقت امت پہ آئے ربِّ کریم
کامرانی کا ، شادمانی کا

خیر کی طرف قدم بڑھانے کے حوالے سے خود ترغیبی:

ولا!لا تقنطوا من الرحمة اللہ ' کی
نوید 'یا عبادی' پہ سنبھل، چل آ
زمانے کے سبھی جاں کاہ و پیچیدہ
مسائل کا یہیں موجود ہے حل ، آ

''رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد'' کی شاعری کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کی نعت بھی ہے۔ گویا یہاں تخلیقی جمال میں خیال وفکر کے دو دریا ''مَرَجَ الْبَحْرَیْن'' ساتھ ساتھ بہہ رہے ہیں۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ شاعر اللہ تعالیٰ کی حمد بالکل اسی فکری paradigm کی حدود میں رہتے ہوئے کر رہا ہے جو اللہ کے رسول ﷺ نے انسانی دنیا کو عطا فرمایا ہے۔ اس لیے اللہ کے ذکر کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کا ذکر بھی لازمی ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

دل حمدرُو ہوا ہے، زباں نعت خو ہوئی
اُس نے زباں پہ، دل پہ، قلم پر کرم کیا

....

رہِ سخن میں عطا ہو ریاضؔ کو مولا!
فن آشنا کوئی، جو نعت دل ہو حمد دماغ!

....

رہے میلان مرے دل کا ہمیشہ ہی کسی
حمد طینت کی طرف، نعت طبیعت کی طرف
ایسا اسلوب عطا کر دے! مرے قاری کے
دل کو، لے جائے جو سرکار کی سیرت کی طرف

....

اُسی حوالۂ نسبت کا میں گداگر ہوں
جو دینا ، دستِ رسالت مآب سے دینا!
سیاہئ غمِ عصیاں سے دل ہے پژمردہ
اسے جلا ، نظرِ طابؔ طابؔ سے دینا

ریاض مجید، نعتیہ ادب کے سکالر ہیں،ان کی نظر میں حمد و نعت کا تخلیقی سرمایہ بھی ہے۔ اس لیے وہ یہ بات اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ حمد و نعت کی شاعری کو تخلیقی تجربات کی ضرورت ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان کی شعری فضا میں تخلیقی تجربات اور جدت طرازی کی شعوری کوشش کا رنگ نمایاں ہے..........اسلوبیاتی حسن،لسانی استعمالات،تراکیب سازی،حمد و نعت کے مضامین کی باہم پیوستگی اور جدت طرازی کی صورت میں،اپنی Craftmanship کا اظہار کرنے اور اس کٹھن گھاٹی سے بسلامت گزرنے کے بعد جب وہ یہ کہتے ہیں:

کن تجربوں سے گزرا ہے بے مایہ ریاضؔ ، اس
دیوان کی تکمیل کے احوالِ عجب تک

تو قاری کو ان کی تخلیقی دانش کا بھرپور ادراک ہو جاتا ہے۔ڈاکٹر ریاض مجید صاحب

نے صرف حمد نہیں کہی ہے بلکہ حمدیہ شاعری کے لیے، روایت وجدیدیت کے امتزاج سے، جہت نما شعری نمونے بھی پیش کیے ہیں۔ ساتھ ہی انھوں نے اپنے بصیرت افروز مضامین کے ذریعے حمدیہ ونعتیہ شاعری کے تنقیدی جائزے کے لیے ایک نئی بوطیقا (Poetics) کی بنیاد بھی رکھی ہے۔ میں ان کی ان کاوشوں کو تقدیسی ادب میں ایک اہم اضافہ سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس حمدیہ نذرانے کو قبول فرمائے (آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)!

عزیز احسن

جمعۃ المبارک: ۳۰ صفر ۱۴۴۰ھ مطابق: ۹ نومبر ۲۰۱۸ء

A-12، بلاک 13، گلستانِ جوہر، کراچی۔ 75290

سیل: 0333-5567941

رَبَّنَا
لَكَ
الحَمد

اُردو حمدیہ دیوان

ربنا لك الحمد

O

الف اللہ کی حمد و ستائش کے بیاں کو آ
ہوس آلودہ کلکے ! رُخ سے زنگِ حرص کو دھو' آ

ہر اِک سُو چھا گئی ہے رات غفلت کے اندھیروں کی
ابھی ہے وقت ، چل فردِ عمل میں کہکشاں بو آ

بلاتی ہیں جو چُپ راتوں کی اشک آلود خلوت میں
تو اُن بے صَوت آوازوں میں اپنے آپ کو کھو آ

کوئی بھولا ہُوا میثاق دیتا ہے صدا تجھ کو
"اگر تجھ کو سکینت روح کی درکار ہے، تو آ"

دریچے جس میں کھل جاتے ہیں پُراسرار حیرت کے
کبھی بیداریوں میں اُس دیارِ خواب سے ہو آ

تہجد کے دھندلکوں میں سرشک آباد آنکھوں سے
مِل اُس کی شانِ یکتائی سے، اُس کی معرفت کو آ

تصور میں تو اُس کے رُوبرُو، نمناک رکھ آنکھیں
جو غفلت میں کٹی اب تک ریاضؔ اُس عمر کو رو آ

—◆—◆—

O

''ریاض ایمان کرنے کو مکمّل 'آ'
حرم آواز دیتا ہے مسلسل 'آ'

بڑھا جاتا ہے دل پر زنگ غفلت کا
جو کرنا ہے اس آئینے کو صقیل' آ

دِلا! 'لا تقنطوا من الرحمتہ اللہ' کی
نوید 'یا عبادی' پر سنبھل' چل آ

زمانے کے سبھی جاں کاہ و پیچیدہ
مسائل کا یہیں موجود ہے حل' آ

نکل ویرانیِ باطن کے زنداں سے
برستا ہے جہاں رحمت کا بادل ' آ

رہ اُس کے بندگی میں معتکف اے دل!
ہے خُلد آسا یہاں کا ایک اک پل' آ

بُھلا سب رشتہ و پیوند دنیا کے
ریاضؔ افضل ہے جو نسبت ' اُدھر چل آ

O

ہر ایک پل باادب کہے جا
اخلاص سے حمدِ رب کہے جا

ہے قرض سرِ ہنر ثنا کا
اب تک نہ کہی ، تو اب کہے جا

ہر چیز میں ہے نمود اُس کی
ہر شے کا ہے وہ سبب ' کہے جا

منزل ہمہ خلق کی وہی ہے
ہر اک کی ہے وہ طلب ' کہے جا

چوکھٹ پہ ہیں بابِ کعبہ کی ہاتھ
درکار ہے جو جو ، سب کہے جا

اشکوں کی زباں میں ، ہچکیوں میں
گر ہلتے نہیں ہیں لب ، کہے جا

رکھ دل میں نہ کوئی بات ___ اگرچہ
کہنے کا نہیں ہے ڈھب ، کہے جا

سنتا ہے وہ دل کی دھڑکنوں کو
عرض اپنی حضورِ رب ' کہے جا

رہ محو ریاضؔ ' حمدِ رب میں
وصف اُس کے تُو روز و شب کہے جا

—♦—♦—

O

ذوقِ ثنا میں عمر مکمّل ہو اے خدا!
یہ کارِ حمد و نعت مسلسل ہو، اے خدا!

جنّت نژاد امن لئے دن طلوع ہوں
ماحول یوں نہ صورتِ مقتل ہو، اے خدا!

برکت فزا ہوں تیرے کرم سے معاملات
درپیش جو بھی مسئلہ ہو، حل ہو اے خدا!

'ایاک نستعین' کی گردان لب پہ ہو
جب دل فُورِ درد سے بوجھل ہو اے خدا!

کنجِ لحد کی تیرہ و تاریک رات میں
ہر شعرِ حمد صورتِ مشعل ہو' اے خدا!

آلا لیعبدون ہو منزل ریاضؔ کی
آنکھوں سے عمر بھر نہ جو اوجھل ہو اے خدا!

O

اللہ اللہ وِرد ہے کس ذکرِ عالمگیر کا
حرفِ اوّل ہے جہانؔ الحمد کی تفسیر کا

ہے بہشتِ گوش لَے تہلیل کی ، تمجید کی
خلدِ جاں ہے زمزمہ تسبیح کا ، تکبیر کا

آنکھ عرضِ مدّعا کی پیشوائی میں ہے نَم
کھلنے والا ہے دریچہ موسمِ تاثیر کا

دھڑکنوں سے دلؔ کی ہم آہنگ کر اسمِ الٰـــــــہ
جو سبب ہے لب کی عزت ، لحن کی توقیر کا

آنکھ میں ختمِ رسلؐ کا شہرِ پُرانوار ہے
جاں میں منظر ہے ازل کے خواب کی تعبیر کا

سانس ہیں جس کے بھی ثروت مند اُسؐ کے ذکر سے
اُس کی ہے خاکِ کفِ پا میں اثر اکسیر کا

ہے حصارِ اندازِ وردِ اُسؐ نامِ نامی کا ___ خوشا!
ہاتھ آیا ہے ہنر، ہر خوف کی تسخیر کا

روشنی آثار ہے دل نورِ امکانات سے
جب سے شیدا ہے یہ موجودات کی تنویر کا

اُس کی رحمت کے سنبھالے سے بچا ہوں مَیں، ریاضؔ
کو کنارہ ہی نہیں میرے یمِ تقصیر کا

——*—*

O

جھلتے موسموں میں سائباں سب کا
نگہباں ، مہرباں اور پاسباں سب کا

چھکتی ہے یہ خاک اُس کی اجازت سے
ہے قبضے میں اُسی کے نظمِ جاں' سب کا

وہی ہے امتحاں در امتحاں ناصر
محافظ ہفت خواں در ہفت خواں' سب کا

سکینت بخش تنہا— وہ جہاں بھر کا
اکیلا ہے مگر آرامِ جاں سب کا

جہاں سارا ، اُس آنکھوں میں نہ آتے کا
نشاں ہونے کا ہے وہ بے نشاں' سب کا

وہ جانے دل کے سب مخفی ارادوں کو
نظر آتا نہیں ، وہ رازداں سب کا

درونِ سنگ ، کرمک کا وہی رازق
وہی خالق ، وہی روزی رساں سب کا

وہ تہہ در تہہ سحابوں میں ، خطِ ساحل
ستارہ ساں ، سرِ ہر بادباں سب کا

ریاضؔ بے نوا کا چارہ گر بھی وہ
جو ہے مشکل کشائے جاوداں سب کا

O

ذرّے ذرّے میں ہے پوشیدہ اشارہ حمد کا
یہ جہاں مُنہ بولتا' اک استعارہ حمد کا

تیرگی ، انوار ساماں ہو غروبِ عمر کی
ضوفشاں کُنجِ لحد میں ہو ستارہ حمد کا

رب مری کوتاہیِ فن سے کرے صرفِ نظر
حشر میں ہو پیش جس دم گوشوارہ حمد کا

حمد خالق کی ہے' نعتِ احسنِ تخلیق بھی
راز دِل پر ہو گیا ہے آشکارا حمد کا

آیت آیت اُس کے انوارِ کرم کی ترجماں
سورۂ رحمٰن ہے روشن منارہ ' حمد کا

ہوگئی تکمیل ' دیوانِ ثنا کی خود ریاضؔ
ذہن پر اُترا ہے ایسے پارہ پارہ حمد کا

O

جب سے ترا ریاضؔ ثنا گر ہے نُور کا
ہر حرفِ حمد اُس کا سمندر ہے نُور کا

اے ربِّ ذوالجلال! تری رحمتوں کی خیر
ہر زاویہ خیال کا ' منظر ہے نُور کا

ہمراہِ فن رہی ہے فضیلت قدم قدم
ساتھ آسماں نما کوئی شہپر ہے نُور کا

سو کہکشائیں تیرے تصوّر کی گردِ راہ
حدِّ نگاہ تک کوئی پیکر ہے نُور کا

آسودگی فزا ہیں تہجد کی ساعتیں
جو اشکِ حُب نژاد ہے، مظہر ہے نُور کا

لفظوں کی آنکھ اُس کی تجلّی سے فیض یاب
جو اصلِ ہر ضیا ہے، جو مصدر ہے نُور کا

تیرے کرم سے اُس کا قلم نعت بار ہے
جب سے ترا ریاضؔ ثناگر ہے نُورؐ کا

❖—◆—◆—❖

O

غبارِ نفس میں گُم محملوں کو جاننے والا
وہ آنکھوں میں نہ آتے قافلوں کو جاننے والا

وہ ہم سے بڑھ کے واقف ہے ہماری آرزوؤں سے
وہ ہم سے بڑھ کے ہے ہم غافلوں کو جاننے والا

پرے حدِ رسائی سے ہے جو کچھ اُس سے واقف __ وہ
نگاہوں میں نہ آتی منزلوں کو جاننے والا

وہ خوف آثار رُت میں کھولتا ہے دَرِ سکینت کے
بھنور کی تہہ میں مخفی ساحلوں کو جاننے والا

خسارے کے ہیں سارے گوشوارے سامنے اُس کے
وہ اہلِ درد کے سب حاصلوں کو جاننے والا

وساوس میں یقیں اور خوف میں وجہِ تسلی وہ
ہمارے سب دکھوں ، سب مشکلوں کو جاننے والا

نہیں پنہائی اوجھل اُس سے اظہارِ تمنا کی
وہ دل سے ہونٹ تک سب فاصلوں کو جاننے والا

بھرم رکھتا ہے وہ بے صَوت لہجوں کی ندامت کا
وہ حرص آباد میں چُپ سائلوں کو جاننے والا

ریاضؔ! اک وہ ہے اور اُس کے سوا ایسا نہیں کوئی
دلوں کی جاننے والا، دلوں کو جاننے والا!

O

خدایا! اپنے پیام و خطاب سے دینا
قرینہ زیست کو' اُمّ الکتاب سے دینا

ہو حمد و نعت حوالہ شناخت کا، مجھ کو
شرف ہر ایک ، اِسی انتساب سے دینا

نجات بخش ہوں بیداریاں کرم سے ترے
نویدِ خلد مجھے ، خواب خواب سے دینا

اُسی حوالۂ نسبت کا مَیں گداگر ہُوں
جو دینا ، دستِ رسالتمآبؐ سے دینا

بڑا ہی بخل ہے تشبیہ و استعارہ کا
مثال ، تیرے کرم کی ، سحاب سے دینا

تُو بے نیاز ہے اور بے حساب تیرا کرم
تری روِش ہی نہیں ہے حساب سے دینا

فقیر کو کبھی کرنا نہ غیر کا محتاج
جو کچھ بھی دینا ' بس اپنی جناب سے دینا

سیاہیِ غمِ عِصیاں سے دل ہے پژمردہ
اسے جِلا ' نظرِ طابَ طابَ سے دینا

ریاضِ حمد و ثنا جُو کو حصّہَ وافر
وفا کے باب ، وِلا کے نصاب سے دینا

O

کیا ہے، مجھے جو تُو نے نہیں ہے دیا ہُوا!
جذبِ وفورِ شکر نے لب ہے سیا ہُوا

میری ہر آتی نسل ترے دین پر نثار
تُو نے ہے اُمّتی مجھے اُنؐ کا کیا ہُوا

دے اپنے شکر کے لئے اک اور عمرِ خاص
غفلت میں وقت کھو گیا پہلا لیا ہُوا

ناکام حمد میں ہیں قد آور، اصیل سب
بالشتیا لگا ' کوئی بہروپیا ہُوا

نوکِ زباں پہ آ کے ہُوا صورتِ حباب
دل نے جو حمد کا تھا ارادہ کیا ہُوا

قربان جاؤں، تیرے کرم نے شہاؐ! مری
آشفتہ سر طلب کا ہے دامن سیا ہُوا

روشن کئے ہیں راہ ندامت نے بعدِ مرگ
ہر اشکِ توبہ' کُنجِ لحد کا دیا ہُوا

سرشارِ شکر کیوں نہ ہمیشہ رہے ریاضؔ
تیری نوازشوں کا ہے زمزم پیا ہُوا

O

جب سے رمز آشنائے حمد ہُوا
دِل ، ہمہ رُخ برائے حمد ہُوا

اپنے ہونے میں تھی دلیل اُس کی
سانس اک اک بِنائے حمد ہُوا

شکر آور تھی ایک اک ساعت
جو مقام آیا ، جائے حمد ہُوا

دھیان ہی اُس کا تھا ثنا آور
آپ وہ رہنمائے حمد ہُوا

محوِ تسبیح ہو گئی ہر شے
لفظِ ''کُن'' ابتدائے حمد ہُوا

کبریائی نما ، عقیدت رُو
ہمہ عالم صلائے حمد ہُوا

استعارہ تری بزرگی کا
کُل جہاں رُونمائے حمد ہُوا

زہے! خیراتِ مغفرت ساماں
بخت آور ، گدائے حمد ہُوا

اے خوشا! پھر وہ دن بھی آیا کہ جب
کچھ نہ ہم سے سوائے حمد ہُوا

عمر گزری ثنا سرشت ریاضؔ
حشر زیرِ لوائے حمد ہُوا

O

ہم رہروانِ سُست قدم پر کرم کیا
کس پل نہ اُس کریم نے ہم پر کرم کیا

آباد خلوتوں کو کیا اپنی یاد سے
معراج خواہ دل کے حرم پر کرم کیا

دل حمد رُو ہُوا ہے، زباں نعت خو ہوئی
اُس نے زباں پہ، دل پہ، قلم پر کرم کیا

شاہِؐ اُمم کو دے کے شفاعت کا اذنِ خاص
ہر اُمتی شاہِؐ اُمم پر کرم کیا

اشکوں کی موج موج سکینت فزا ہوئی
کس طور اُس نے دیدۂ نم پر کرم کیا؟

لوٹے گھروں کو قلب و نظر آئینہ کیے
کیا خوب! زائرانِ حرم پر کرم کیا

آسان مرحلے کیے اظہارِ جذب کے
یوں اُس نے کلکِ نعت رقم پر کرم کیا

اِخلاص سے جو مانگا 'دیا اُس کریم نے
حُب'دار طالبانِ نِعَم پر کرم کیا

لائق نہ تھے کسی بھی توجہ کے ہم ریاضؔ
اُس کا کرم ہے' اُس نے کرم پر کرم کیا

O

ہے یہی پہلی ، یہی آخری خواہش مولا!
مری بخشش، مرے ماں باپ کی بخشش مولا!

آج کے یوم کی برکت سے دُھلے فردِ عمل
اشک کرتے ہیں یہی ایک گزارش، مولا!

ڈالتا ہوں نظر اپنے پہ تو شرم آتی ہے
نفس نے کی ہے خلاف اپنے ہی سازش مولا!

عمر باقی ہے جو، وہ تیری اطاعت میں کٹے
اور اب ہو نہ گناہوں کی نمائش، مولا!

خیر ہی خیر ہے ___ عرفات سے مزدلفہ تک
ہو رہی ہے ترے اکرام کی بارش، مولا!

سعیِ مشکور ہو ہر منزلِ حج کی یا رب!
مجھ خطا کار کی مقبول ہو کوشش ' مولا!

ترے محبوب کی، صدموں میں گھری امت پر
چاروں جانب سے ہے آلام کی یورش مولا!

کسی منزل پہ سنبھلنے نہیں دیتی ہم کو
دل کی بے راہروی' ذہن کی لغزش ' مولا!

جز ترے کوئی نہیں، کوئی نہیں جس کے حضور
جا کے غیروں کے ستم کی کریں نالش مولا!

خلد کی ٹھنڈی ہَوا ساتھ رہے محشر میں
دُور دوزخ کی رہے گرمیِ آتش مولا!

ہو اگر اذن ترا' حشر کے دن تیرے حضور
میری نعتیں ہی کریں میری سفارش مولا!

—•—•—

O

جب سے حمد پسند ہُوا
لہجہ ثروت مند ہُوا

ذکرِ رفعت بخش ، خوشا!
ذاکر آپ بلند ہُوا

شہد نہاد اک نسبت سے
مصرع مصرع قند ہُوا

آنسو ملے دعاؤں میں
اور اثر دہ چند ہُوا

اک سجدے سے خاک نژاد
عرش مثال بلند ہُوا

اُس کے کرم سے بحرِ نور
دل چھاگل میں بند ہُوا

بہجت پھیلی رگ رگ میں
رُواں رُواں خورسند ہُوا

خوشا! ریاض وہ اک نسبت
دل جس کا پابند ہُوا

——*—*

O

تُو کہ ہر ایک کا خدا ٹھہرا
زیست کا اصل مدّعا ٹھہرا

سن سوالِ الست ازل ہی سے
وِردِ جاں کا، بلیٰ بلیٰ ٹھہرا

دِل مرا دَر بدر بھٹکتا ہُوا
درِ رحمت پہ تیرے آ ٹھہرا

روح شاداں ہے، آنکھ میں جب سے
منظر اک لامکاں کا آٹھہرا

اشکِ توبہ کی اک گھڑی تھی جو
زندگی بھر کا فاصلہ ٹھہرا

کِلک کے بخت جاگے جب سے خیال
سدرۃ المنتہیٰ پہ جا ٹھہرا

سعی کر اس کی ربنا مشکور
اُس کا بخت اپنی تُو رضا ٹھہرا

مبتدی نعت کا ریاضؔ کو رکھ
حمد کو اُس کا منتہیٰ ٹھہرا!

◆—◆—◆—◆

O

وِرد سبعاً مّن المثانی ، کا
شغل ہو جائے زندگانی کا

مالک الملک ہے وہی لاریب
ہے سبب خوں کی جو روانی کا

دِل کی دھڑکن پہ جس کا حکم چلے
حق اسی کو ہے حکمرانی کا

نہیں ہوتا عبور لفظوں سے
پل صراط ایسا ہے معانی کا

اُس کی یادِ حیات زا کے سوا
حل نہیں کوئی سرگرانی کا

ذکر میں صرف اس کے اطمینان
اِسم وہ لُطفِ زندگانی کا

ہست و امکانِ ہست پر لاریب
حق اسی کو ہے حکمرانی کا

گنگ کردار ، آج آدم زاد
بھولی بسری کسی کہانی کا

اب بھی پہروں لہو رُلاتا ہے
دھیان اک گم شدہ نشانی کا

اک فغاں ہے زیاں کی دل میں مدام
ایک ماتم ہے رائیگانی کا

دھیان جنت میں گم ہے اور دل میں
گریہ ہے یاد اک پرانی کا

وقت امت پہ آئے ربّ کریم
کامرانی کا ، شادمانی کا

خواہش گنگ کا ہے خواب ریاض
ذکر ہے سیر لامکانی کا

—◆—◆—

O

ہوئی فیضان پاش رحمتِ رب
کِلک جب سے ہوئی ہے حمد بہ لب

ہو ترا اذن تو دلِ کم فہم
کرے اسرارِ معرفت کی طلب

جُز اک 'الّا لیعبدون' نہیں
زیست کرنے کا کچھ جواز و سبب

تجھ خبیر و علیم پر ظاہر
میری چُپ اور کلام کا مطلب

تیری جانب رجوعِ فکر ، خوشا!
زہے! یہ حمد گوئی کا منصب

تیری قدرت کے حیرتی سارے
ہے ہر اک آن تیری شان عجب!

بے شمار آیہائے کُن فیکون
الف الحمد کے ہیں امکاں سب

دل تری بندگی کی نسبت سے
عبد خو، عبد طبع، عبد لقب

ازل آزال سے ترا مدّاح
دل ثنا کیش اور حمد نسب

بندگی کار و بندگی اطوار
بندگی پیشہ ، بندگی مشرب

کھلی آنکھوں مشاہدے میں رہے
ترے خوابوں میں عمر کرنے کا ڈھب

خیرزا ہوں معاملاتِ ریاضؔ
رُو بہ جنّت ہو سعیِ روز و شب

❖—◆—◆—❖

O

تجھ سے منسوب فن آرائی کا یہ کام ہے سب
جو لکھا اور جو لکھنا ہے، ترے نام ہے سب!

کام کچھ ایسے کروں میں کہ تُو راضی ہو جائے
منسلک تیری رضا سے مرا آرام ہے سب

خیر کے باب میں، نیکی کی پذیرائی میں
حسنِ تکمیل ہے سب، خواہش اِتمام ہے سب!

جو بھی ساعت ہے تری یاد کی پہنائی کی
خیر ہی خیر، بہ ہر لحظہ بہ ہر گام ہے سب

دادِ دنیا کا طلبگار نہ ہوں شہرت خواہ
مجھ کو معلوم ہے، یہ کارِ ہنر خام ہے سب

کوئی لفظ اور نہیں جس کی ہو اتنی گردان
ہے مرا وِرد و وظیفہ جو' ترا نام ہے سب

مہلتِ عمر مری ' تیری توجّہ چاہے
ہے خبر تجھ کو' ادھورا یہ مرا کام ہے سب

منحصر تیرے کرم پر میری بخشش ___ ورنہ
سامنے میری نظر کے مرا انجام ہے سب

سنتے کانوں کے لئے ، جاگتی آنکھوں کے لئے
ارض وافلاک میں جو ہے ،ترا پیغام ہے سب

حجرۂ جاں کے اندھیروں کو منوّر کرتی
یہ سکینت کی جو لَو ہے' ترا انعام ہے سب

جمع بندی یہ جو الفاظ کی اب تک کی ہے
عقل کا زعم ہے اور فکر کا ابہام ہے سب

——*—*

O

تسبیح کے دیں فزا تصور میں جیبھ
مشغول رہے ترے تفکر میں جیبھ

الحمد کا ورد ہو زباں کا معمول
دن رات رہے اِسی تواتر میں جیبھ

ممنون، حظ آشنا، طمانیت یاب
غرقاب رہے یَمِ تحیّر میں جیبھ

فردوس مقام ہے، ہے جس لمحے سے
مصرُوف، بہشت رُو تدبّر میں جیبھ

حیران رہے سدا شب و روز ایسے
اوراد کے حُب فزا تناظر میں جیبھ

کچھ اور اِسے بھلی نہیں لگتی چیز
تر جب سے ہے زمزمِ تشکّر میں جیبھ

ہو صنف غزل کی یا رباعی کی ہو
ہے حمد طلب اِسی تغیّر میں جیبھ

O

ترے کرم کا ہے یوں فیضِ عام اپنے آپ
سبھی ہوئے چلے جاتے ہیں کام اپنے آپ

کوئی گھڑی ہو اذیت کی 'یا رحیم' اللہ
لبوں پہ آتا ہے تیرا ہی نام اپنے آپ

ازل سے تا بہ ابد ایک 'کُن' کی قدرت سے
بروئے کار ہے سارا نظام اپنے آپ

سبھی ملائکہ کا ، خالق اور خلقت کا
پہنچ رہا ہے نبیؐ کو سلام اپنے آپ

مدینہ آتے ہی دَر آتے ہیں طبیعت میں
صد احتیاط ، ہزار احترام اپنے آپ

ریاضؔ ہے اگر اخلاص پر اساسِ ہنر
ملے گا تیرے سخن کو دوام اپنے آپ

O

ہر ایک شے پہ ہے وہ ہی قدیر ہر ساعت
رحیم ہے وہ علیم و خبیر ہر ساعت

کوئی کنارہ نہیں اُس کی شانِ خلقت کا
یہ کائنات ہے وسعت پذیر ہر ساعت

اماں میں اس کی ہوں جس کی اماں میں ہر شے ہے
ہے اُس کی ذات مری دستگیر ہر ساعت

بدن کہیں بھی رہے ، ہے یہی دعا میری
کہ کعبہ رُو رہیں قلب و ضمیر ہر ساعت

رہے بہشتِ سکینت میں میری جاں آباد
نصیبِ عمر ہو ' خیرِ کثیر ہر ساعت

خوشا نصیب کہ ہیں اُسؓ کی ہم نشینی میں
محمدِؐ عربی کے وزیرؓ ہر ساعت

نہیں ہے تیرے سوا کوئی بخشنے والا !
تجھی سے مانگتے ہیں ہم فقیر ہر ساعت

ہمارے نامۂ اعمال اُجالنے والا
ہے آپ ہی وہ رحیم و بشیر ہر ساعت

ہو تیرا اذنِ کرم تو ریاضؔ پر مولا
ہو نُور پاش وہ ماہِؐ منیر ہر ساعت

❖—◆—◆—❖

O

کس طرح سے پہچانے انسان تری قدرت
ہے عقل کو حیرت کا دیوان تری قدرت

بے بال مری ہستی، بے شان ہنر میرا
ذی جاہ ترا رتبہ، ذی شان تری قدرت

پھیلاؤ ہے صنعت کا، گھیراؤ ہے خلقت کا
ہر سمت بہ ہر حرف و عنوان تری قدرت

ہر گام تحیّر ہے، ہر راہ تعجب ہے
کرتی ہے تجسس کو حیران تری قدرت

بے صورت و بے رنگ و بے لحن، مری مٹی
خوش رنگ و خوش آب و خوش الحان تری قدرت

پھلنے کے، مہکنے کے، چلنے کے، لہکنے کے
پل پل میں دکھائے سو امکان تری قدرت

جو رنگ ہُوا ظاہر، ہوتا نہیں دوبارہ
کیا شان بدلتی ہے ہر آن تری قدرت

جب عمر ہو خواب ایسی، دنیا ہو حجاب ایسی
کر پائے بیاں کیسے؟ انسان تری قدرت

جو چیز ہے مصروفِ تسبیح، مسلسل ہے
ہر ذرّے کے لب پر ہے 'سبحان' تری قدرت

—♦—♦—

O

رکھتا تھا کہاں لہجہ ، سروکارِ فضیلت
تسبیح سے تیری ہُوا ، شہکارِ فضیلت

قرآن شرف مند ترے ذکر و بیاں کا
ہر لفظ ہے باندھے ہوئے دستارِ فضیلت

الفاظ بہ الفاظ ، معانی بہ معانی
اللہ کی شان ، آئینہ بردارِ فضیلت

خم ہے جو تری ذاتِ زماں گیر کے آگے
لاریب! وہی سر ہے سزاوارِ فضیلت

اس اُمّیؐ لقب کا رہے فیضان ہنر پر
نازل ہوں سدا ذہن پر افکارِ فضیلت

وابستہ ریاضؔ اُس شہؐ ذی جاہ سے ہو جائے
جو کوئی جہاں میں ہو طلبگارِ فضیلت

O

راہِ بخشش کا تری، دل مرا راہی ہے بہت
تجھ سے ، عاصی نے معافی سدا چاہی ہے بہت

مَیں ہی احسان فراموش رہا ہوں مالک
مجھ گنہ گار سے تُو نے تو نباہی ہے بہت

مغفرت تُو نہ کرے ___ تُو نہ کرے رحم اگر
ہے زیاں میرا، مری اِس میں تباہی ہے بہت

دلِ حیراں سے حجابات نہیں اٹھتے اگر
سدِّ رہ اِس میں مری کور نگاہی ہے بہت

ہمہ اوقات ، ہمہ پہلو ، ہمہ دم ، ہمہ رخ
اپنے بندوں پہ کرم تیرا ، الٰہی ہے بہت

خیر کے باب میں گر سرسری بھی مجھ سے ہوئی
تو نے یارب! مری ہر سعی سراہی ہے بہت

مجھ کو تسلیم کیا جو ، جو کہا ، سب منظور
اپنے جرموں پہ مری اپنی گواہی ہے بہت

لے کے میں کون سا مُنہ نکلوں رہِ مدحت پر
رخنت لہجہ میں مرے ، واہی تباہی ہے بہت

تری رحمت سے مبدّل بہ صباحت ہو جائے
فردِ اعمال میں میرے جو سیاہی ہے بہت

میرے کشکول کی زینت تری خیرات ہوئی
سب خزانوں سے بڑی ایک یہ شاہی ہے بہت

خلد انجام ہو یہ سعیِ ہنر کیوں نہ بھلا
حاصل آقا کی اِسے پشت پناہی ہے بہت

ہُوا اک بار نہ ایسا کہ یقیں سے کہہ پائیں
''عمر کردہ پہ ریاضؔ اپنے کراہی ہے بہت''

O

حق تو نہیں ___ از راہِ سخاوت ہو مرے ساتھ
ہر پَل تری الفت ' تری رحمت ہو مرے ساتھ

ہر معرکۂ دہر میں اک ڈھال کی صورت
ایمان کی قوّت ہو، حمیّت ہو مرے ساتھ

محشرؔ ترے محبوبؐ کی امّت میں ہو میرا
اُس عالمِ وحشت میں یہ نسبت ہو مرے ساتھ

مَیں ننگِ خلائق ہوں بُرا ___ سب سے بُرا ہوں
کچھ اور کرمؔ اور رعایت ہو مرے ساتھ

ہو رحم! رحیم اور، کریم اور کرم ہو
جب کچھ بھی نہ جُز اشکِ ندامت ہو مرے ساتھ!

ہمراہ ہوں ، درکار ہیں جو زیست کو اسباب
موجود ہو، جس شے کی ضرورت ہو مرے ساتھ

رحمٰن کرم! ٹھنڈے اندھیروں میں لحد کے
مقبول دعاؤں کی تمازت ہو مرے ساتھ

دیوان مرے حمد و مناقب کے مکمّل
ہو جائیں ، جو مولا! تری نصرت ہو مرے ساتھ

○

ڈوری سے دھیان میں یوں حرم سے ملاؤں ہاتھ
مکّے کو جانے والی ہوا میں ہلاؤں ہاتھ

اس چاہ میں ' معاف کرے تُو مرے گناہ
ڈر ڈر کے مَیں غلافِ حرم کو لگاؤں ہاتھ

جس پر نہ گرد ہو کسی کارِ سیاہ کی
جو لائقِ دعا ہوں' کہاں سے وہ لاؤں ہاتھ؟

تا عمر شاخ شاخ کی صورت کھلے رہیں
خوابوں میں' مَیں شجر کی جگہ پر اگاؤں ہاتھ!

میرے شریکِ جرم رہے ہیں یہ عمر بھر
وقتِ دعا، خود اپنی نظر سے چھپاؤں ہاتھ

اِس اوج، اِس شرف کے میں قابل تھا کب ریاضؔ؟
با چشمِ تر، غلافِ حرم کو لگاؤں ہاتھ

O

اپنے خوابوں کو جھٹک ، نفس کی ترتیب الٹ
اُس سے الفت ہے اگر تجھ کو دِلا! آپ سے کٹ

جڑ وساوس کی یہی رخت ہے اندیشوں کا
نکل اوہام سے ' مت پال گماں کے جھنجٹ

رکھ اُس اَن دیکھے پہ ایمان بلا چون و چرا
سطح پر آئینۂ دل کے نہ آئے سلوٹ

پنجوں کے بَل بھی کھڑے ہوں تو نہ مَس اس سے ہوں ہاتھ
خلق کے سر سے بلند اُس کے حرم کی چوکھٹ

مجھ سیہ کار کو انوارِ کرم میں رکھے
تیری رحمت کے ستاروں کا درخشاں جھرمٹ

اپنے پاس آتے ہوئے مَیں اُسے محسوس کروں
جب رگِ جاں میں سنوں اُس کے کرم کی آہٹ

'ارحم الرّاحمین اِس عاصی و خاطی پہ کرم'
اک یہی وِرد ہے' گردان ہے اک، اک یہی رَٹ

کیسے آغوش کشادہ ہے کرم بار حطیم
اِس کے الطاف سمیٹ ، اِس کی تجلّی میں سمٹ!

کتنے اشکوں کا امیں ہے یہ غلافِ کعبہ
اشک پاش اِس سے چمٹ، گریہ کناں اِس سے لپٹ!

اُس کی رحمت کا محیط ایسا عمیق اور شفّاف
نہ کوئی تھاہ ریاض اِس کی' نہ کوئی تلچھٹ

O

سب سے مُنہ موڑ اِک اُس کی یاد میں بیٹھ
ذکر کے قریۂ مراد میں بیٹھ

بحث و تکرار سے نکل ـــــ خاموش
بندگانِ خوش اعتقاد میں بیٹھ

جہاں ہو بات حمد و نعت کی ـــــ اُس
خلد زارِ ثنا نژاد میں بیٹھ

بادِ مقبول چل رہی ہو جہاں
اس فضائے بہشت زاد میں بیٹھ

حرمِ کعبہ کو ہو رُخ جن کا
ایسی راہوں کی خاک و باد میں بیٹھ

حق بہ لب، سر بہ کف، کفن بردوش
صفِ مردانِ اجتہاد میں بیٹھ

چھوڑ خس طبع حرص کاروں کو
عاشقانِ وِلا نہاد میں بیٹھ

کر حروفِ مقطّعات پہ غور
شرح گویانِ ق و ص میں بیٹھ

انتشارِ جہاں سے کٹ کے ریاضؔ
جذب کے شہرِ اعتماد میں بیٹھ

O

شہرِ فردا کے تحیّر زاد امکانوں میں بیٹھ
چشمِ باطن کھول، مستقبل کے ایوانوں میں بیٹھ

اہلِ حُب میں اپنے ذوقِ حمد کی تزئین کر
آپؐ کے سیرت نگاروں میں، ثنا خوانوں میں بیٹھ

روح کی آنکھوں سے صحنِ کعبہ کا نظارہ کر
خُلد منظر، پُرفضا، پُرنور دالانوں میں بیٹھ

آ رہے ہیں تازہ تر جذبوں سے معمور اُمّتی
دھیان میں اُن ذوق سے سرشار پروانوں میں بیٹھ

دیکھ آنے والی نسلوں کو یہاں محوِ طواف
چند پل شمعِ حرم کے سوختہ جانوں میں بیٹھ

اے خوشا! اس مسجدِ خوش کے مؤذّن اور امام
ایسے خوش آوازوں میں، ایسے خوش الحانوں میں بیٹھ

قابلِ تکریم وہ فرّاش، وہ جاروب کش
اُن صف آراؤں میں، صحافوں میں، دربانوں میں بیٹھ

جو ترے ذوقِ ثنا گوئی کو دیں مہمیز ___ اُن
کاروانِ جذب و مستی کے حدی خوانوں میں بیٹھ

یاد میں حج کے مقامات و مناسک کی ریاض
چل منیٰ ـــ عرفات ـــ مزدلفہ کے میدانوں میں بیٹھ

——*—*

O

ایسا ، جس کی نہیں مثل ، وارث
ہے مرا ربِّ لم یزل وارث

الشکور ، الصبور ، المومن
الحفیظ ، الخبیر ، الوارث!

نہیں ___ تیرے سوا نہیں کوئی
تُو ہی میرا ہر ایک پل وارث!

کھول مجھ پر گرہ مسائل کی
کر مری مشکلوں کو حل ، وارث!

ان نشیبوں سے پُر مسافت میں
جاؤں گرتے ہوئے سنبھل ، وارث!

غلط انداز وسوسوں سے نکال
دُور کر ذہن کا خلل، وارث!

انؐ کی امت میں مجھ کو رکھ کے ، مرا
تُو نے روشن کیا اَزل، وارث!

باغ جاں کا ہرا بھرا ___ تجھ سے
دل کی شاخوں پہ پھول پھل، وارث!

کلمہ ہو مری زباں پہ ترا
آئے جس دم مری اجل، وارث!

کر قبول اِس ریاضِؔ عاصی کی
یہ جو ہے حمدیہ غزل ' وارث!

——*—*

O

تجھ سے کوئی شے نہیں اوجھل، غیاث
ہے فضائے جاں بہت بوجھل، غیاث

الحفیظُ و الرّؤف و السّلام
الکریم و الرحیم و الغیاث

چہرۂ تہذیب سے کر دُور ــــ یہ
رُوسیاہی ، یہ گھنا بادل ، غیاث

آئے اِن شر کی دراڑوں میں نظر
کوئی تازہ خیر کی کونپل ، غیاث

ہے ریاضِ ناتواں کے گام گام
شر کی کھائی، حرص کی دلدل ،غیاث

O

معتبر لفظ ہوئے حُسنِ نوا کے باعث
مَیں رضایاب ہُوا تیری ثنا کے باعث

عمل اعمال کا کیا دعویٰ ، ہوئی بخشش تو
تیری رحمت کے سبب' تیری عطا کے باعث!

حمد کے شعر جو ہوتے ہیں ترے اذن سے۔ اور
اُس کی نسبت کے طفیل' اُس کی ولا کے باعث

تیری ہی رحمتِ بے پایاں کا ہے بخشا ہُوا
تازگی جاں میں ہے جس نورِ رَجا کے باعث

ممکن اے خالقِ جنّت' تیری جنّت کا حصول
صرف اک تیری' فقط تیری رضا کے باعث

وحشتِ حشر میں پائیں گی سکینت جانیں
"اُمتی اُمتی" کی ایک صدا کے باعث

چند روز اپنی بھی خاک، اے خوشا! تابندہ رہی
حرمِ پاک کی روحانی فضا کے باعث

اُسؐ کے افکار سے پھر ذہن مہذب فرما!
پائی قدروں نے جِلا جس کی حیا کے باعث

خوار دُنیا میں ہوئے جاتے ہیں بدخُلقی سے
تھے سر آوردہ کبھی، صدق و صفا کے باعث

شہرت انداز ان آقاؤں کی تہذیب! کہ جو
الف سے صفر ہوئے جھوٹی انا کے باعث

لَو سکینت کی لہو میں کہیں روشن ہے ریاضؔ!
اُسؐ کی امت کے لئے مانگی دعا کے باعث

—•—•—

O

رَوا ہے حسنِ عمل سے عقیدتوں کا خراج
یہ وہ فضا ہے نہیں جس میں گفتگو کا رواج

زمانہ از ازل آزال تا ابد آباد
اک ایک سانس کا' تیرا___ فقط ترا محتاج

عطا ہو صحبتِ خاص اُس بزرگ کی' کہ جو ہو
دُرود طبع' حرم آشنا' مدینہ مزاج

حواس باختہ ماحول ہو شرافت یاب
حیا و عفّت و غیرت سے باشرف ہو سماج

فنا پذیر ہوں سب شر پسند و دہشت گرد
ہو ارضِ پاک میں عام امن و آشتی کا رواج

شفا ہے روح و بدن کے تمام عیبوں کی
مطالعہ ترے قرآں کا، ہر مرض کا علاج

اُسی کے خوانِ کرم پر پلیں بڑھیں ___ تاعمر
کرے نہ اور کسی کا بھی رب، ہمیں محتاج!

——*—*

O

یارب! ترے صفات و کمالات کی سمجھ
کب آ سکی کسی کو ، تری ذات کی سمجھ!

حیرت بہ حیرت ایک تجلّی ہے موجزن
دشوار تر ہے باطنِ ذرّات کی سمجھ

ہر ایک لحہ پھیلتے آفاق میں مری
اوقات کیا ہے! کیا مری اوقات کی سمجھ؟

ہے تہہ بہ تہہ تحیّر امکاں کا سلسلہ
کیا کور کو ہو خوابِ طلسمات کی سمجھ

کیا خاک جھانک پائے گی امکاں کے دُور میں
کس کو ورائے ارض و سماوات کی سمجھ!

سجدے سے اپنا سر نہ اٹھائیں تمام عمر
آنے لگے جو تیری عنایات کی سمجھ

کیسے خدا شناس ہوں، اِس حال میں، کہ جب
خود کو نہیں ہے اپنے ہی جذبات کی سمجھ

اک ایک پَل میں کتنے زمانے ہیں گرم کار
صدیوں میں آ نہ پائے گی لمحات کی سمجھ

کم مائیگیِ عقل پہ منتج ہوئی ریاضؔ
آنے لگی ذرا جو کسی بات کی سمجھ

O

الف اللہ بولتا ہُوا سچ
کان میں نُور گھولتا ہُوا سچ

ازل آثار اور ابد اسلوب
'کُن' کے اَسرار کھولتا ہُوا سچ

دل سکینت پہ مرتکز کرتا
دَرِ تسکیں کے کھولتا ہُوا سچ

شرک رُو، کفر خُو وساوس میں
کنزِ توحید تولتا ہُوا سچ

نگراں خلق کے توازن کا
شہ رگِ جاں ٹٹولتا ہُوا سچ

O

طلبِ عفو و مغفرت کی سوچ
رہے ہمراہ آخرت کی سوچ

رات دن گھر میں رہتے، آتی رہی
سوئے طیبہ مسافرت کی سوچ

میرے اللہ! میرا کر معمول
رات دن فکرِ عاقبت کی سوچ

رہے ماحول دل کا پاکیزہ
دل میں آئے نہ معصیت کی سوچ

تفرقہ زاد آندھیوں میں بھی
رہے زندہ یگانگت کی سوچ

جانے والی نہیں بہشت میں بھی
دل سے طیبہ کی شہریت کی سوچ

حُبِّ احمدؐ ہو میرا بختِ ہنر
زحمتِ ہستی ہو معرفت کی سوچ

نعت کے صدقے میں نصیب ہوئی
جذب کی اور محویت کی سوچ

مانگ اس عہدِ پُرفتن میں ریاضؔ
امن کی اور عافیت کی سوچ

O

کس طور بے لگام پھری ہے نگہ؟ نہ پوچھ
ربِ کـــــریـــــم! مجھ سے تو میرے گنہ نہ پوچھ

نُوری نہاد خُلد کی شہراہ چھوڑ کر
خود اختیار کیسے کی تاریک رہ؟ نہ پوچھ

جس کے رہا حصار میں، یلغارِ حرص تھی
تھی کیسی ہم رکاب، ہوس کی سپہ نہ پوچھ

بے مایہ ہے جبیں، عرقِ انفعال سے
خالی ہے کیسے اشکوں سے جیبِ مژہ؟ نہ پوچھ

توبہ کو ہاتھ اٹھاتے بھی اب آ رہی ہے شرم
لے آئے ہیں گنہ مجھے کیسی جگہ، نہ پوچھ

مُنہ موڑ کر ترے درِ بے کس پناہ سے
گزری ہے کیسی؟ اے مرے گیتی پنہ! نہ پوچھ

کس طور خود اجاڑ لیا خُلد سا وجود
کیسے حرم سی زندگی کی ہے تبہ، نہ پوچھ

محض اپنے لطفِ خاص سے صرفِ نگاہ کر
کر درگزر ریاضؔ سے اُس کے گنہ نہ پوچھ

O

آدمؑ و نوحؑ و ابراہیمؑ و مسیحؑ
سارے پیغمبرانِ حق، صحیح

شے زمیں میں جو آسمانوں میں ہے
کرتی ہے تیرے نام کی تسبیح

سب زبانوں میں لفظ جتنے ہیں
کریں کیا اسمِ ذات کی تشریح؟

ایک حیرت ہے___ شش جہت حیرت
تابِ توضیح ' نَے دمِ تصریح

منزلِ حمد کس نے سر کی ہے؟
گنگ اِس رہ میں دہر بھر کے فصیح

تیرا سارا نظامِ موجودات
کتنا بے نقص اور کتنا صحیح؟

ہے دعا تیری کلکِ رحمت سے
میری فردِ عمل کی ہو تصحیح

—•—•—

O

خوبصورت، نئی، حسیں تاریخ
وقت کی پہلی بالیقیں تاریخ

ہُوا تقویمِ 'کُن' کا جب آغاز
کیسی ہو گی وہ اولیں تاریخ؟

عدم آباد کے اندھیروں سے
پھوٹتی ، آتی شبنمیں تاریخ!

پردۂ غیب سے نکلتی ہوئی
پور پور اُجلی شرمگیں تاریخ!

چاند کی پہلی تھی زمانے میں
چاند کی یا تھی چودھویں تاریخ؟

پہلا دن تھا ظہورِ آدم کا
لکھ رہی تھی نئی' زمیں تاریخ

خلقِ ہستی کے سب سے سر بستہ
سر بہ سر راز کی امیں تاریخ

آپؐ کا جب ہُوا ظہور' وہ تھی
وقت کی سب سے بہتریں تاریخ

اُس سے پہلے اور اب قیامت تک
کوئی اس طرح کی نہیں تاریخ

سب زمانوں سے وہ کرم زا دن
وقت کی رحمت آفریں تاریخ

حمد بے حد' ریاضؔ! خالق کی
جس نے بخشی تھی وہ حسیں تاریخ

O

دل ہُوا جس گھڑی سے خوگرِ حمد
وَا ہُوا لفظ لفظ میں درِ حمد

لب و لہجہ ہُوا ثنا انداز
کھُلا جب سے ہنر میں منظرِ حمد

حشر تک کرتے جایئے تشریح
ایک "الحمد" لاکھ دفترِ حمد

جذبۂ شکر میں رہُوں سرشار
ہو مرا سانس سانس مظہرِ حمد

سرِ دنیا و حشر، مانگ اے دل!
زمزمِ نعت اور کوثرِ حمد

خود وہ کرتا ہے فن کی آرائش
نورِ خالق ہے ضوفشاں سرِ حمد

ساری تعریف ایک اُس کے لئے
اُس کا ہر اسمِ پاک، جوہرِ حمد

محو رہ ذکرِ کبریائی میں
کوئی جذبہ نہیں ہے ہمسرِ حمد

ہو مبارک تجھے ریاضؔ مجید!
تیری فردِ عمل میں ہے زرِ حمد

O

ہے بے کنار، ذاتِ صمد، اللہ الصّمد
جس کی نہیں ہے کوئی بھی حد، اللہ الصّمد

لاریب و شک غلامیِ سرکارؐ سے مرا
ہے اعتبارِ قامت و قد ، اللہ الصّمد

آسودہ ہے حیات، سکینت میں ہے وجود
نَس نَس میں ہے وقارِ سند، اللہ الصّمد

تیری طرف ہنر کا ہے پھیلاؤ اے خوشا!
نسبت تری ہے میری سند، اللہ الصّمد

تیرا ہر اسم پاک ہے اک خلدِ معرفت
جس کا کوئی کنارہ نہ حد، **اللہ الصّمد**

سب گرد اک چراغ کے محوِ طواف ہیں
پروانوں میں نہیں ہے حسد، **اللہ الصّمد**

اشعارِ حمد سے ہے چراغاں یہاں ریاضؔ
روشن ہوئی ہے میری لحد، **اللہ الصّمد**

O

پیشِ نظر ہے بابِ حرم ، اللہ الصّمد!
عاصی پہ اتنا لطف و کرم ، اللہ الصّمد!

مُڑ مُڑ کے دیکھتا ہوں کفِ پا کی روشنی
روشن ہیں کیسے نقشِ قدم ، اللہ الصّمد!

چمٹے ہیں ملتزم سے ہم ایسے، خوشا نصیب!
ہے شکربار دیدۂ نم ، اللہ الصّمد!

''اِلّا لِیَعْبُدُوْن'' کی صف میں ہُوا شمار
معراج پر ہے نجمِ قلم ، اللہ الصّمد!

سرشار ہے تسلسلِ حمد آفریں میں دل
یکساں ہے اب وجود و عدم ، اللہ الصَّمد !

سرشاریٔ عطا سے شرابور ہے وجود
ہے لطف بار ابرِ نعم ، اللہ الصَّمد !

آنکھوں پہ اور بخت پہ آتا نہیں یقیں
پہنچے ہیں کس مقام پہ ہم ، اللہ الصَّمد !

کھربوں ہیں وصف تیرے نہ اک ذکرِ وصف کو
عمرِ ہزار خضر بھی کم ، اللہ الصَّمد !

اشکوں سے حمد ربِّ رحیم و کریم کی
چہرے پہ ہو رہی ہے رقم ، اللہ الصَّمد !

O

منبع و مصدرِ نعم کی سیدھ
منزلِ خلد ہے ' حرم کی سیدھ

ہاتھ میں اُنؐ کے ہے لوا الحمد
حشر میں بھاگ اُس علم کی سیدھ

ہے یہی ایک مستقیم صراط
چلتا جا آپؐ کے قدم کی سیدھ

سفر اپنی طلب کا جاری رکھ
اُسی اک چشمۂ کرمؐ کی سیدھ

دین و دنیا کی ہر بھلائی ، اسؐ
ذی وقار اور ذی چشم کی سیدھ

مرتکز رکھ خیال و خواب اپنے
دِلا! کلکِ ثنا رقم کی سیدھ

نعتؐ رو اور حمد سمت رہے
ہو نہ ٹیڑھی کبھی قلم کی سیدھ

علامتِؐ مُحسن ، ریاضؔ حق کی راہ
کیا وجود اور کیا عدم کی سیدھ؟

O

قدرت کے سامنے خس و خاشاک کا گھمنڈ
کیا خاک کا غرور ہو، کیا خاک کا گھمنڈ!

تیرے نبیؐ کے نقشِ کفِ پا کے سامنے
بے کار کہکشاؤں کا ، افلاک کا گھمنڈ

کس طور حشر تک کے لئے خوار کر گیا
شیطاں کو اُس کے زعمِ خطرناک کا گھمنڈ

اک عجز ہی قبول ہے___اُس بارگاہ میں
ہے رائیگاں شعور کا، ادراک کا گھمنڈ

تفہیم تیری شان کی کیا ہو سکے اُسے
حیرت فروش دانش و ادراک کا گھمنڈ

تیرے قریب تر ہے وہی ، متّقی ہے جو
کس فائدے کا رتبہ و املاک کا گھمنڈ؟

کیا بھید پا سکے ترا ، انساں کی آگہی
کیا خس نژاد خاک کا ، خاشاک کا گھمنڈ

ہاتھ اور کوئی کرتا ہے صورت گری ریاضؔ
باطل ہے کوزہ گر کا، غلط چاک کا گھمنڈ

O

(بہ التزام یک قافیہ)

باغِ ہنر اجاڑ تھا، تھے پیڑ ٹُنڈ مُنڈ
حمدِ الٰـــہ سے یہاں مہکے گلوں کے جُھنڈ

لگتا ہے ہم نواحِ مدینہ میں آ گئے
دیکھو، کھجوروں کے نظر آنے لگے ہیں جُھنڈ!

رہتے ہیں مومنوں کے لئے مغفرت طلب
ماحولِ عرش میں ہیں ملائک کے جتنے جُھنڈ

یارب! ترے کرم سے مجھے جا ملے وہاں
جنّت میں جمع ہوں گے جہاں نعتوں کے جُھنڈ

سارے بہشت یاب ــــ سبھی فائزالمرام
ہوں گے کہیں شہیدوں، کہیں غازیوں کے جُھنڈ

اللہ رے وہ حلقہ جہاں ہوں گے اُنؐ کے ساتھ
نبیوں کے اور رسولوں کے اور اصفیا کے جھنڈ

مشکور ہو یہ سعیِ ہنر کی ــــ ریاضؔ کی
فردِ عمل کے لفظ بنیں نیکیوں کے جھنڈ

——*—*

O

حصر لا تـقـنـطـوا میں جی، مت ڈر
دل سے کہتا ہوں مَیں ابھی، مت ڈر

حوصلے اور صبر سے لے کام
اُس کی نعمت ہے زندگی، مت ڈر

ایک اِک پَل خدا کا ہے احسان
اُس کی رحمت ہے ہر گھڑی، مت ڈر

'لا تـــخف' 'لا تـــذر' کی سُن آواز
خوف کی رُت ہو کیسی بھی ، مت ڈر

رہے پیشِ نگاہ 'وَ اهْجُرْهُمْ'
دِلا! کچھ بھی کہے کوئی ' مت ڈھ

دل کو رکھ خیر کے لئے زندہ
ہو فضا کتنی ہی بُری ' مت ڈھ

اُس کی رحمت پہ رکھ بھروسہ ' ریاضؔ
تیری طاقت ہے عاجزی ' مت ڈھ

O

ازل کی اک گواہی اور اک پیمان کا ماخذ
ہے میری جاں کا اور ہے جاں کے ہر امکان کا ماخذ

وہی ہے جو لہو دوڑاتا ہے میرے خیالوں میں
ہے اک وہ ہی مری ہر سوچ کا' ہر دھیان کا ماخذ

ہے کردار آپؐ کا آئینۂ آیاتِ قرآنی
ہے سیرت آپؐ کی ہر حکمتِ قرآن کا ماخذ

اساس احساس کی رَو کی، عطا ہے اُس کی قدرت کی
عطا اُس کی، مرے ہر جذبہ و وجدان کا ماخذ

نہیں کچھ اور، صرف اللہ__صرف اللہ کی رحمت
ریاضِ کم ہنر کے حمدیہ دیوان کا ماخذ

----*--*

O

ترے کرم سے مری حمد و نعت کے کاغذ
بروزِ حشر ہوں، میری نجات کے کاغذ

اُسی کی قدرتِ کامل کی بولتی آیات
خلا میں پھیلے ہوئے کائنات کے کاغذ

عمل اک ایسا، وسیلہ بنے جو بخشش کا
نجات بخشش ہوں میری حیات کے کاغذ

قبولیت کی علامت کے مُہر یافتہ ہوں
مرے نصیب کے، میری برأت کے کاغذ

رضا کے باب میں شیرازہ بند ہو جائے
ہیں منتشر جو یہ میری حیات کے کاغذ

چھٹے دل آئینے سے دھند بے یقینی کی
نصیب عمر ہوں عزم و ثبات کے کاغذ

متن کو دیکھا ہے کس نے ـ یہ ثابت و سیّار
ہیں کچھ مقدمۂ شش جہات کے کاغذ

بنیں سیاہی سمندر، درخت قلمیں' اگر
کبھی نہ ختم ہوں تیری صفات کے کاغذ

ہیں کھربوں وصف ترے، ایک کی ستائش کو
پڑیں گے کم یہ بہت' کائنات کے کاغذ

یہی وسیلہ بنیں کل ریاضؔ بخشش کا
قبول حق ہوں ترے حمد و نعت کے کاغذ

——*—*

O

جہاں کا مالک و حاکم ہے وہ' اللہ اکبـــــر
وہی ہے' قادرِ مطلق ہے جو، اللہ اکبـــــر

حرم کی دید سے جو سیر ہو کر لوٹتے ہیں
جہاں آتا ہے اُن کی دید کو، اللہ اکبـــــر

صدا لبیک کی آتی ہے ہر سو حج کی رُت میں
منیٰ آواز دیتا ہے ''چلو'' اللہ اکبـــــر

بڑی ہی مختصر ہے عمر، یہ ضائع نہ جائے
صدا آتی ہے سانسوں سے کہو ''اللہ اکبر''

صفات وذات میں ہےلا شریک و وحدہٗ ہے
مماثل ذاتِ حق کا کون ہو، اللہ اکبر

زمانہ جاگتا محسوس ہوتا ہے حرم سے
ابھرتی ہے اذاں جب فجر کو، اللہ اکبر

ہے گر درکار اُس کی کبریائی سے تلمّذ
تو لوحِ رُخ پہ اشکوں سے لکھو اللہ اکبر

کرم اُس کا نہیں تو اور کیا ہے یہ سعادت
ریاضؔ بے ہنر ہے حمد گو، اللہ اکبر

◆—◆—◆—◆

O

سجدہ ہائے شکر ہر ہر گام پر
اے دِلا ! کر رب کے ہر انعام پر

اُنؐ کی اُمت میں تجھے پیدا کیا
شکر کر اِس لطف ، اِس اکرام پر

سب ترے مہر آشنا، بارِ الٰہ!
تو ہے رحمت بار خاص و عام پر

یاد میں رب کی سکینت مست رہ
خاک ڈال اے دل! غمِ ایام پر

تیری ذات اعلیٰ ہے، اے والاصفات!
سو جہاں قرباں ترے اک نام پر

بے ریا و حرص گزرے زندگی
کوئی داغ آئے نہ دل احرام پر

جس کا ہو آغاز تیرے نام سے
مرحبا! اُس صبح پر، اُس شام پر

نزع کے پل 'والدخلی' کی دے نوید
رشک ہو سب کو مرے انجام پر

ہے ریاضِ خُلدجو کی یہ دعا
''خاتمہ بالخیر ہو اسلام پر''

O

الف الحمد کا ارادہ کر
خُلد رنگ اپنی فردِ سادہ کر

منصبِ حمد ہے بلند بہت
اشتیاقِ ہُنر زیادہ کر

اک سفر مکّے سے مدینے کا
راہِ ہجرت پہ، پا پیادہ کر

مجھ سیہ کار و کم وسیلہ کی
قبر کو روشن اور کشادہ کر

بیٹھتے اٹھتے جاگتے سوتے
اسمِ اللہ کا اعادہ کر

سیکھ تسبیح کے خموش انداز
لحنِ فطرت سے استفادہ کر

اشک آمیز کر ثنا میں ریاض
گریہ رنگ اپنی طرز سادہ کر

——*—*

O

دلا! کیا پوچھتا ہے بابتِ عمر
رائیگاں جا رہی ہے دولتِ عمر

جز غبارِ ملال کچھ بھی نہیں
شوکتِ عمر اور حشمتِ عمر

کالے پاتال کا سفر تھا سب
نام کو تھی وہ ساری رفعتِ عمر

قریۂ روح تھا علاقۂ غیر
جسم تک بھی نہ تھی حکومتِ عمر

نفس کی راہداریوں میں کٹی
تیری بخشی ہوئی فراغتِ عمر

آخرِ عمر میں ـــــ تعجب ہے
اور بھی بڑھ گئی ضرورتِ عمر

حرمین شریف میں جو کٹا
پارۂ عمر تھا وہ جنّتِ عمر

ہو چکا تھا وجود ہی بے وقر
جب کھلی آنکھ پر حقیقتِ عمر

یہی انجامِ کار ہونا تھا
کیوں خسارے سے کی تھی بیعتِ عمر؟

باطل اعصاب کے دھندلکوں میں
کی تھی محسوس کب نزاکتِ عمر؟

کارِ خیر ـــــ آہ کوئی کارِ خیر
مہلتِ عمر ـــــ آہ مہلتِ عمر

کٹے یارب! تری اطاعت میں
بچ رہی' ایک ایک ساعتِ عمر

راہِ آئندہ کی مسافت میں
تجھ سے مضبوط تر ہو نسبتِ عمر

تجھ سے میثاق جو ازل میں کیا
صاد اس پر کرے دلالتِ عمر

ہوئی دیوانِ حمد کی تکمیل
زہے تقدیر! یہ سعادتِ عمر

◆—◆—◆—◆

O

تو میرے مسائل سے ہے آگاہ، کرم کر
اللہ کرم کر ، مرے اللہ! کرم کر

محصور ہوں اغراض کی تاریک گلی میں
ہوں ماندہ و گم کردۂ ہر راہ' کرم کر

بے بس ہے یہ دل، سیلِ زمانہ کے مقابل
کیا وقعت و اوقاتِ پرِ کاہ ، کرم کر

دے ذہن کو زندانِ تذبذب سے رہائی
اوہام زدہ دل ہو حق آگاہ' کرم کر

O

خوفِ محشر سے ہو نہ جان اجاڑ
رہے حاصل ترے کرم کی آڑ

ظلمتِ نزع میں ہوں ساتھ تری
رحمتوں کے ہزار شاخہ جھاڑ

تیری رحمت سے میری تربت کا
خلد کی سمت اک کھلا ہو کواڑ

ہر طرف سے پنہ میں رکھتی ہے
حرم انداز لاالـــــہ کی باڑ

کوئی اصلاحِ حال کی صورت!
بڑھتا جاتا ہے زندگی کا بگاڑ

پھیلتی جا رہی ہے روز بہ روز
اہلِ ایماں میں تفرقے کی دراڑ

آخرِ عمر میں بھی جاتی نہیں
کیوں اِن اندیشوں کی اکھاڑ پچھاڑ؟

کاوشِ فن نہ رایگاں جائے
سعیِ اظہار ہو نہ کُوڑ کباڑ

اپنے الطاف سے مبدّل کر
خُلد زاروں میں، یہ گنہ کے پہاڑ

O

حرص ماری جبلتوں کی ٹیڑھ
ختم ہو جائے نیتوں کی ٹیڑھ

بخش صالح قیادتیں ہم کو
دُور کر دے سیاستوں کی ٹیڑھ!

اجلا اجلا معاشرہ ہو جائے
راست ہو یہ حکومتوں کی ٹیڑھ

جانے لے جائے کن ڈھلانوں میں؟
نسبتوں اور رغبتوں کی ٹیڑھ

ظرف میں اور اپنی حد میں رہیں
ختم ہو یہ ضرورتوں کی ٹیڑھ

تفرقہ باز عالموں سے بچا
قہر ہے فتنہ طینتوں کی ٹیڑھ

فرطِ آسودگی کے ماروں کی
دُور کر دے طبیعتوں کی ٹیڑھ

O

دل کی آنکھوں سے کر تلاوت پڑھ
شوق و جذبہ سے آیت آیت پڑھ

جیسے پڑھتے ہیں انہماک کے ساتھ
لوگ قرآن ایسے سیرت پڑھ

خیر اندوز و عاقبت افروز
جس کی ہے ایک اک اشارت پڑھ

چشمِ گفتار بند رکھ اپنی
حسنِ کردار کی بدولت پڑھ

جس کا پیمان ہے ابد آثار
ازل اسلوب وہ عبارت پڑھ

جس کا اللہ خود محافظ ہے
دیکھ وہ متن، وہ کتابت پڑھ

پسِ الفاظ دیکھ وہ سیرت
دیدۂ دل سے اُن کی صورت پڑھ

صفحے صفحے پہ دیکھ حیرت زار
اُس کے گُن دیکھ اُس کی قدرت پڑھ

○

دل خراش و دل افگن و دل دوز
صورتِ حال ہے بہت جاں سوز

رشتہ ہائے قرابت و الفت
ٹوٹتے جا رہے ہیں روز بہ روز

خالی الذہن بحث کاروں میں
کوئی نکتہ نہیں خیال افروز

ظُلمتِ انتشار میں کوئی پَل
مہر سامان اور مہر اندوز!

شانِ ماضی سوال کرتی ہے
کیوں تہی برگ ہے کفِ امروز؟

O

دین و دُنیا کی بھلائی چاہیے ہے مجھ کو ، نیز
جو ورا ہے میری سوچوں سے بھی ، کوئی ایسی چیز !

ذات ہے جس کی بزرگ اُس کی اماں ہی کر طلب
رکھ وظیفہ اپنا دائم "**یا حفیظُ یا عزیز**"

تُو نہ سمجھاتا تو حیوانوں سی ہوتی زندگی
کیا بھلا ہے؟ کیا بُرا ہے؟ تو نے ہی بخشی تمیز

کاش یہ جو کہتا رہتا ہے ریاضؔ ، ایسا ہی ہو
جسم ہو بردہ ترا اور روح ہو تیری کنیز

O

ہے حمدِ الـــــلہ سے سرافراز
صد شکر ، یہ ساعتِ خوش اعجاز

کس وصف کا ہو بیان پہلے
کس زاویے سے ہو حمد آغاز؟

موجود کا پل ہے کیا غنیمت
اَسرار کا ہو رہا ہے دَر باز

کتنا بڑا لطف ہے یہ تیرا
بخشا جو مرے قلم کو اعزاز

مابعد کی سمت تیز رَو ہُوں
ہے خاک کی آسماں پہ پرواز

لاریب، مرے رحیم! تیری
رحمت کے ہیں بے شمار انداز

"ہو حمد سرا"__ تو حکم جو دے
پھیلے سرِ حشر میری آواز

ظاہر ہوں کلام میں__ جو دل نے
کر رکھی ہیں حیرتیں پس انداز

کی حمد کے باب میں جو یارب!
مقبول ہو میری یہ تگ و تاز

٭—٭—٭—٭

O

تری بڑائی کی، اے خالق و رؤف و عزیز!
ثنا کرے تو کرے کیسے ذرۂ ناچیز!

خجالتی ہوں، مری خاکِ منتشر میں کوئی
نہ عاجزی کا قرینہ، نہ بندگی کی تمیز

رحیم! رحم کہ کوتاہی عمل سے ___ مری
گنہ کی فرد ہوئی جا رہی ہے روز دبیز

جو کوندا حمد کا مصرع کوئی ' تو ایسے لگا
خیال میں چمک اٹھی ہے کوئی عرش کی چیز

لہو میں گھلتے چلے جائیں خلد کے نافے
ترے خیال سے ماحولِ جاں ہو نکہت بیز!

❖—◆—◆—❖

O

نہیں کہ ہے فقط اندازِ راہبر' کج رَوِش
فغاں! کہ راہرووں کی بھی ہے نظر' کج رَوِش

بغیر تیرے حوالے کرے جو بات، اس کا
تمام عمر رہے نکتۂ نظر کج رَوِش

جو کہنا چاہوں' وضاحت سے وہ بیاں ہو جائے
کریم! ایسے نہ ہو صورتِ ہنر کج رَوِش

یہی نہیں کہ ہے ژولیدہ' طبع خلقت کی
ہے میرِ قافلہ کی بھی رہِ سفر، کج رَوِش

خدایا! کیسے ملے گا ہمیں دیارِ مراد
ہے طرزِ زندگی گر اپنا سر بہ سر کشمکش

رہے گی یوں ہی خسارہ نصیب عمر، ریاضؔ!
تمہاری عادتیں یوں ہی رہیں اگر کشمکش

◆—◆—◆—◆

O

رہیں تا عمر ___ زینتِ قرطاس
تیرے اوصاف اے الٰہِ النّاس!

ایک تیری ہی ذات ہے برحق
جو ہے باقی ___ گمان و وہم و قیاس

تُو مری جاں کے ___ مجھ سے بھی نزدیک
تُو مرے دل کی دھڑکنوں کے پاس

تُو ضرورت سے بندوں کی آگاہ
تجھ کو ایک ایک فرد کا احساس

اے خوشا دل! جو ہے کرم سے ترے
نعت بنیاد اور حمد اساس

مرا آئینۂ ہنر بن جائے
عکسِ حمد و ثنا و شکر و سپاس

کوئی ہم تجربہ! کوئی ہم ذوق!
تخلیہ آشنا ________ مدینہ شناس!

رہے تیری ثنا سے خوشبو مست
نافہٴ ذہن و موجہٴ انفاس

رات دن دل کو گھیرے رہتے ہیں
جانکاہ ______ حوصلہ رُبا وسواس

کہاں جائے یہ امتِ مرحوم
تہی کشکول اور تہی اکیاس *

نظرِ خاص ایک ، رحمت کی
امتِ شاہؐ پر، الٰہِ النّاس!

——*—*

*پیالہ،کاسہ

O

مرتکز کر یقیں کی سمت حواس
دائرے کا سفر ہے ' راہِ قیاس

اے ہمہ حق ' رہے مرے ہمراہ
عبرِ خوش کوئی ___ یقین اساس

خوف و دہشت کے ابر چھٹ جائیں
ختم ہو جائے یہ فضائے ہراس

وہ سراپا کرم ہے ' اُس سے سدا
خیر کی رکھ امید ' ہو نہ اداس

کیا نہیں اُس کے پاس دینے کو
وقت ہے مانگنے کا تیرے پاس؟

تیرا سب کچھ ہے تجھ میں ڈھونڈ ریاضؔ!
خود سے کس واسطے لیا بَن باس؟

◈—◆—◆—◈

O

لفظ کے راستے ' دعا کی کشش
خیر آور ہے کیا ثنا کی کشش!

رہے فن شہرت و نمود سے دُور
پسِ جذبہ نہ ہو ریا کی کشش

مرکزِ ارض سے ورائے خلا
کارفرما ہے انتہا کی کشش

مانگ رو رو کے اُس سے خلوت میں
ہے بڑی اشک و التجا کی کشش

تھامے رکھتی ہے پھیلتے 'کُن' کو
جذبۂ قدرتِ خدا کی کشش

ہمیں مصروفِ حمد رکھتے ہیں
حُب کی وابستگی، وِلا کی کشش

وہ ہے خود مائلِ کرم، ورنہ
کیا ہوں مَیں؟ کیا مری نوا کی کشش؟

رکھّے پیہم تجسّس آمادہ
جاں کو مابعد و ماورا کی کشش

O

وِلا نما کوئی طرزِ ادا ہو خاص الخاص
وہ ربِ کعبہ ہے! اُس کی ثنا ہو خاص الخاص

ہو لہجہ عفو طلب، لَے ہو مغفرت آور
نجات خواہ کوئی التجا ہو، خاص الخاص

وہ جانتا ہے پسِ لفظ کی حقیقت بھی
ہنر ہو عجز میں ڈوبا صدا ہو خاص الخاص

تہِ وجود و سرِ ذات ، روشنی ساماں
ستارہ زاد کوئی سلسلہ ہو! خاص الخاص

اِسی گلے سڑے مرگ آشنا اندھیرے میں
حیاتِ نو کی کوئی ابتدا ہو خاص الخاص

ہجومِ عام سے کچھ ہٹ کے، بھیڑ سے کٹ کے
دھنک مثال کوئی راستہ ہو خاص الخاص

ہم انتشار پسندوں کو جو کرے یک جان
نصیب قوم کوئی رہنما ہو خاص الخاص

مرے مزاج کی وسعت کو جاننے والا
مرے رحیم! کوئی آشنا ہو خاص الخاص

O

ترے ہی دین کی خاطر سدا خالص
حیات اے کاش ہو جائے' خدا! خالص

ہو نیت سے عمل تک ذات خالص تر
ہو دل خالص' زباں خالص' نوا خالص

جبلّت ہو مری پاکیزگی ساماں
ہو میری زیست کی اک اک ادا خالص

مری خاکِ بدن کی رایگانی کا
مقدّر ہو ، دلِ صدق و صفا' خالص

'ا' سے 'ی' کے سارے حرف اجلے ہوں
عطا ہو حمد کو لحن و 'نوا' خالص!

ریا کا زنگ' شک کا رنگ اتر جائے
ملے دل کو زرِ جذب آشنا' خالص

جہاں ہے گھر ترے پیارے پیمبرؐ کا
ملے اُس شہر کی آب و ہَوا خالص

O

خوب کو چھوڑ کے کرتا رہا ناخوب ریاض
لیتـــــی! اپنے رویّوں پہ ہے محجوب ریاض

رحم! الطاف! کرم! عفو! عنایت! بخشش!
تیرے محبوب کی نعتوں سے ہے منسوب ریاض

ربِ کعبہ کے ہے ممدوح کا یہ روضہ__ یہاں
اونچی آواز سے گریہ بھی ہے معیوب ریاض

ہو کے ہر رشتہ و پیوند کی حُب سے آزاد
ہو فقط تیرا ' فقط تیرا ہی مجذوب ریاض

وہ جو اسباب ہیں شہرت سے علاقہ رکھتے
اُن کھلونوں سے کبھی بھی نہ ہو مرعوب ریاضؔ

میرے مولا! اِسے سرشارِ قناعت رکھنا
ہو کبھی مال کی خواہش سے نہ مغلوب ریاضؔ

اِس کو ہر لحہ ندامت کا ہے مانندِ صلیب
کب سے احساس کی سولی پہ ہے مصلوب ریاضؔ

کس لئے عمر گناہوں میں بسر کرتے رہے
ناپسندیدہ تھا جو، کیوں رہا مرغوب؟ ریاضؔ!

مغفرت خواہ ہے ، بخشش کا تمنائی ہے
حمد اندازِ ریاض اور حُبِ اسلوبِ ریاضؔ

رب کے اذن اور محمدؐ کی شفاعت کے سوا
اور کچھ بھی نہ ترے دل کو ہو مطلوب ریاضؔ!

O

جرم کار اور رُوسیاہ ، ریاض
ہے ترے دَر پہ عفو خواہ ، ریاض

نفس و شیطاں کے فتنہ و شر سے
مانگتا ہے تری پناہ ، ریاض

یمِ رحمت سے کر رہا ہے طلب
ایک رحمت بھری نگاہ ، ریاض

فقط اُس کی رضا کو ڈھونڈ ، نہ چاہ
حبِّ دنیا و حبِّ جاہ ریاض

دہر میں، قبر میں، قیامت میں
پائے آسودگی کی راہ ، ریاض

بے پنہ رحمت الٰہی مانگ
کرمِ بے پناہ چاہ ریاض!

ہمہ توّاب! بجز ترے دَر کے
کہاں جائے ہمہ گناہ، ریاضؔ!

—♦—♦—

O

نزع و موت و قبر و بعث و حشر و نشر و پل صراط
تیری رحمت سے ہو ہر اک آتی منزل پُر نشاط

جو کمایا ہے کسی لغزش سے ضائع ہو نہ جائے
اور ــــ پایانِ سفر میں ــــ اور بھی کچھ احتیاط!

دیں کی برکت سے دلوں کے رابطے پھولیں پھلیں
ہوں تری چشمِ کرم سے خیرزا سب اختلاط

خواہش و کوشش میں اک غفلت سدا حائل رہی
ہو نہ پایا عمر بھر قول و عمل میں ارتباط

درگزر، بخشش، کرم، رحمت، عنایت، مغفرت
مانگتے ہیں، تجھ سے دنیا بھر کے سارے بے بساط

چشمِ رحمت، امتِ خستہ کے حال احوال پر!
بختِ آزردہ دلوں کا ہو نشاط و انبساط!

حوصلہ پائیں ترے قران کے پیغام سے
ہڈیوں تک میں اتر آئی ہے برفِ انحطاط

—•—•—

O

دلِ ہر ذرّہٴ جہاں سے ربط
ہے اٹوٹ اُس کا اِین و آں سے ربط

مَیں رہوں راست رَو ___ رہے جب تک
دل کا دھڑکن سے، تن کا جاں سے ربط

کششِ باہمی سے قائم ہے
اِس زمیں کا ہر آسماں سے ربط

اوّل و آخر اپنی ہستی کا
ہے اِسی جذبِ درمیاں سے ربط

جیسے الفاظ کا معانی سے
جیسے کشتی کا بادباں سے ربط

آنکھ سے ہے، سمجھ سے دُور نہیں
ریگِ دریا کا کہکشاں سے ربط

ہمہ آئندگاں کا تیرے سبب
ہمہ موجود و رفتگاں سے ربط

ہے تری ذات، جس کا ہے ہر ایک
بے وجود اور بے نشاں سے ربط

——*—*

O

دائماً عرض و التجا کے لفظ
اپنے ہونٹوں پہ رکھ دعا کے لفظ

رہیں اکثر زبان کے اوپر
مہر کے، صدق کے، صفا کے لفظ

مغفرت بخش اور وسیلہ خواہ
'ربنا' اور 'رسولنا' کے لفظ

دعوتِ خلد اور صلائے فلاح
شکر کے، 'حی علی الصلوۃ' کے لفظ

قبر کو روشن و کشادہ کریں
نُــور و واســع! تری ثنا کے لفظ

لب و لہجہ کو سربُلند کریں
حمد و تسبیحِ کبریا کے لفظ

زہے! قراں کی زینت 'الــرّحــمٰن'
زہے! آیاتِ رب نما کے لفظ

خواب میں بھی کروں تلاش آقا!
تیری خوشنودی و رضا کے لفظ

جو نہیں آ رہے ہیں ہونٹوں پر
ہیں وہی اصلِ مدّعا کے لفظ

ربِّ ارحـــم قبول ہوں جو ریاضؔ
جان میں رکھتا ہے چھپا کے لفظ

O

اے سراپا نقشِ رحمت الوداع!
اولیّن آثارِ وحدت الوداع!

ہو رہے ہیں تجھ سے رو رو کر وداع
اے نگاہ و دل کی جنّت الوداع!

یاد ہم کو آ رہا ہے اِس گھڑی
اُن کا قولِ وقتِ ہجرت، الوداع!

''مجھ کو دُنیا بھر کے شہروں سے عزیز
مکّہ ہے'' فرمانِ حضرتؐ، الوداع!

ہے دعا ہر اک مسلماں کی ___ رہے
تُو سلامت تا قیامت، الوداع!

صاحبانِ نیک سیرت الفراق
زائرانِ نور صورت الوداع!

حشر تک محکم رہے، بوسوں سے کی
سنگِ اسود پہ جو بیعت، الوداع!

ڈبڈبائی آنکھ میں عکسِ حرم
نقش ہے آئینہ صورت ، الوداع!

جو دعائیں کیں یہاں پر، ہوں قبول
یہ دعا ہے وقتِ رخصت ، الوداع!

حشر تک قائم رہے، دائم رہے
تیری شوکت اور جلالت ، الوداع!

سر پہ امّت کے رہے سایہ فشاں
تیری رحمت اور برکت ، الوداع!

عزّ و جاہ و حشمتِ ملّت، سلام!
جان وشان و آنِ امّت ، الوداع!

محورِ زیبائی و شوکت ___ سلام!
مصدرِ حق و ہدایت ___ الوداع!

❖—◆—◆—❖

O

ہر اشکِ توبہ ہے، اک ارمغاں ارفع
عقیدت کا، محبت کا، نشاں ارفع

بسی ہے جس میں تیرے ذکر کی خوشبو
مرے مولا! وہ لہجہ، وہ زباں ارفع

نَم آلودہ مژہ پہ دُر مثال آنسو
ندامت کا حقیقی ترجماں، ارفع

شہادت دے رہا ہے ہر دلِ ذرّہ
ہے تیرا مرتبہ اور تیری شاں ارفع

محبت زاد و اخلاص آشنا تحفہ
ہنر کا بخت ہو یہ شائگاں ارفع

ثنا کوئی کی یہ توفیق، یہ منصب
مبارک ہو دلِ خلد آشیاں ارفع

اُس ارحم سے اُس اکرم سے اُس ارّف سے
توقع رکھ ریاضِ خوش گماں ارفع

٭—٭—٭—٭

O

جتن ہزار کریں دہر بھر کے تیز دماغ
تری صفات کی پہنائی کا نہ ہو ابلاغ

زمانے ہار گئے، صدیاں تھک کے بیٹھ گئیں
کوئی بھی پا نہ سکا تیری ابتدا کا سراغ

ہر ایک دَور کی آندھی میں لَو بلند رکھیں
تری کتابِ ہدایت کی آیتوں کے چراغ

سمجھ نہ پائیں کبھی بلبلے سمندر کو
جو مل بھی جائے انہیں مہلتِ ابد کا فراغ

ہر ایک نسل کی افزائش و نمو کے لئے
چھلک رہا ہے ازل سے ترے کرم کا ایاغ

ہے کائنات کا پھیلاؤ دم بہ دم جاری
اِسے نہ سمجھیں ہمارے فنا پذیر دماغ

ریاضؔ اُس آیۂ رحمت کی حُب نگاری کو
کہاں سے لائیں بہشت ایسی زندگی کا فراغ؟

○

ہر ایک قطرۂ خوں سے ملے ثنا کا سراغ
خوشا! جو حمد کے کوثر سے پُر ہو دل کا ایاغ

ہے عمر کم تری تسبیح اور ستائش کو
ثنا کے واسطے ہو عرصۂ جناں کا فراغ

کریم! تیرے کرم سے مری ثناؤں کا
اک ایک مصرع بنے گوشۂ لحد کا چراغ

ترے حضور ندامت کے ہوں کہ شکر کے ہوں
ہے آنسوؤں کا موثر تریں بلیغ ابلاغ

ادائے شکر کی پیرایۂ سکوت میں ہو
زبانِ اشک سے ہو عرضِ توبہ کا ابلاغ

لوازماتِ ثنا سے نواز___ قسمت کر
حسین لہجہ ، متین آگہی ، مبین بلاغ

رہِ سخن میں عطا ہو ریاضؔ کو مولا!
فن آشنا کوئی ، جو نعت دل ہو حمد دماغ!

◈—◆—◆—◈

O

کر نامۂ اعمال صاف
یارب! ہمیں کر دے معاف

اک ساعتِ زندہ ملے
غفلت ربا، غفلت شگاف

ہو جائے جب محشر کے روز
اپنا وجود اپنے خلاف

پردہ گناہوں پر ___ نہ ہو
اِن کا کسی پر انکشاف

عیبوں کو میرے ڈھانپنا
مولا! مجھے کرنا معاف

بے حد ندامت اس پہ ہے
جو جو کیا دیں کے خلاف

قسمت ہو میری بارہا
یارب! ترے گھر کا طواف

ہو دل سے پیشِ ملتزم
اک اک گنہ کا اعتراف

ماہِ صیام اندر ملے
تیرے حرم کا اعتکاف

تسبیح و استغفار ہو
گردِ حرم ، نزدِ مطاف

کب تک تُو اُس کے حکم سے
اے دل! کرے گا انحراف

سنجیدگی معمول ہو
اب چھوڑ دے لاف وگزاف

راضی ، رضا پر اُس کے رہ
ہو لاکھ خود سے اختلاف

سجدہ ، ریاضؔ اُس کے حضور!
اُس کے لئے سعی و طواف

—•—•—

O

رحیم! رحم ہو مجھ پر، کرم ہو ربِ شافؑ
ہر اک خطا سے معافی ملے، گنہ ہوں معاف

خطا و سہو سے سب میری درگزر فرمائیں
مری طرف سے ہو دل میرے دوستوں کا صاف

سوائے روشنیٔ خیر، کچھ نہ ہو اِس میں
ہو آئینہ سا مرا نامۂ عمل شفّاف

جو بھیگی آنکھ سے مانگیں، جو چُپ زبان سے کہیں
قبول ہوں وہ دعا ہائے مجمعٔ اعراف

مری لحد میں ہو خوشبو ریاضِ جنّہ کی
ہوں باغِ خُلد کے منظر مرے چہار اطراف

❖—◆—◆—❖

O

سورۂ فجر کی جب آخری آیت کی طرف
دھیان جاتا ہے، تو دَر کُھلتا ہے جنّت کی طرف

جب خدا دیکھ رہا ہو گا مری فردِ عمل
ملتجی آنکھ مری دیکھے گی حضرتؐ کی طرف

رہے میلان مرے دل کا ہمیشہ ہی ـــــ کسی
حمد طینت کی طرف، نعت طبیعت کی طرف

میرے اللہ! یہ راضی بہ رضا ہو جائے
چھوڑ دے دیکھنا دل، اپنی ضرورت کی طرف

ایسا اسلوب عطا کر دے! مرے قاری کے
دل کو لے جائے جو سرکارؐ کی سیرت کی طرف

دھیان مائل رہے اور زندگی مشغول رہے
یادِ حضرتؐ کی طرف ، اسوۂ حضرتؐ کی طرف

ہو عطا ایسا کوئی منظرِ نوری ___ جس سے
دھیان دائم رہے اللہ کی طاعت کی طرف

کوئی منزل ہو طریقت کے تحیّر کی ریاضؔ
طبع مائل رہے احکامِ شریعت کی طرف

O

ہے تو ہی مجھے پالنے والا مرے خالق!
ہے تیرے کرم ہی کا سنبھالا مرے خالق!

صد شکر، مَیں زندہ ہوں ترے حفظ و اماں میں
ہے گرد، ترے مہر کا ہالہ مرے خالق!

ہوں عبد ترا ، سارے شرف ہیں اسی نسبت
کافی مجھے یہ ایک حوالہ، مرے خالق!

ہیں سہل، کڑے کوس حیاتِ گزراں کے
رہبر ہے ترے دیں کا اجالا مرے خالق!

خواہش ہے، ترے لطف کے زمزم سے ہمیشہ
لبریز رہے جاں کا پیالہ مرے خالق!

مجرم کو بھی الطاف و محبت سے نوازے
ہے ڈھب تری بخشش کا نرالا مرے خالق!

اس مہر کے قابل کہاں اعمال تھے میرے
تُو نے مجھے جس مہر سے پالا مرے خالق!

یہ زیست ہے روشن ترے الطاف سے__یوں ہی
ہو کنجِ لحد میں بھی اجالا مرے خالق!

O

ڈور کر دے مرے اعمال کی کالک ٗ مالک!
چمک اٹھے دلِ تاریک کی صحنک ٗ مالک!

سنوں اُس ہادیؐ برحق کی صدا، جس کا خیال
دیتا رہتا ہے درِ ذہن پہ دستک ٗ مالک!

"طلب آقاؐ نے ہے فرمایا غلام اپنے کو"
ملے پیغام کسی روز اچانک مالک!

منفرد حمد نگاری کا ہو میرا سب سے
نادرہ کار، رضا یافتہ مسلک، مالک!

رہے آنکھوں میں مواجے کا بہشتی ماحول
وِردمیرا ہو'رفعنا لک ذکرک' مالک!

اذن سے تیرے ملے اُن کی شفاعت جس وقت
چاروں جانب سے صدا آئے'مبارک'مالک!

حالِ برزخ میں رہے روح مری آسودہ
تیری رحمت سے رہے قبر میں ٹھنڈک، مالک!

ملے بخشش کی نوید اور ریاضؔ ایسے کی
لوحِ تقدیر بدل جائے یکایک، مالک!

O

اِس سعیِ ثنا گوئی کے انجامِ طرب تک
ہیں بھید کچھ ایسے بھی، جو آتے نہیں لَب تک

مابعد کے منظر بھی ہیں اظہار کو مطلوب
کافی نہیں، جو پیش کیا نعت میں اب تک

افسوس! اُجڑے رہتے ہیں ہم خود ہی گنہ سے
پیغام پہنچتا ہے ترا خیر کا سب تک

ذکر اُس کا نہ دل سے ہو فراموش کبھی بھی
اے عمر! قریب آتی ہوئی آخری شب تک

مل جائے رضا تیری، ہے بس ایک ہی خواہش
جو ساتھ رہے گی مرے، تکمیلِ طلب تک

کھلتے ہی نہیں ہونٹ مرے تیری ثنا میں
اک عجز کا پھیلاؤ ہے اظہارِ ادب تک

یہ بے ہنر انساں تری تعریف کرے کیا؟
عام آتے نہیں جس کو کسی بات کے ڈھب تک

تاثیر ترے ذکر کی لَو دے رگِ جاں میں
گردان ترے نام کی رُک جائے نہ لب تک

کن تجربوں سے گزرا ہے بے مایہ ریاضؔ اِس
دیوان کی تکمیل کے احوالِ عجب تک

O

اب جہاں بھر کے لئے کیسے پرائی ہوئی آنکھ
زہے تقدیر! حرم دیکھ کے آئی ہوئی آنکھ

مــــرحبـــا ! سعیِ رہِ نعت میں پالا ہُوا دل
حبّــــــذا ! اشکِ تہجد میں نہائی ہوئی آنکھ

کھول کر حرص بھری دنیا پہ کیا میلا کریں
حرمِ پاک کے جلووں سے بسائی ہوئی آنکھ

دیکھ سدرہ کے تصوّر میں مراقب ہو کر
دل پہ پھیلی ہوئی ، افلاک پہ چھائی ہوئی آنکھ

اژدہام ایسا ہے جلووں کا ، نظر کھلتی نہیں
مختلف سب سے ہوئی حیرتیں پائی ہوئی آنکھ

جو کھلی رکھتے ہیں شہ رگ کے مکیں کی جانب
ایک دل میں بھی ہے ،دنیا سے چھپائی ہوئی آنکھ

کر گئی وَا کئی صدیوں کے دریچے دل پر
حیرتی حیرتی ' کعبے سے ملائی ہوئی آنکھ

—◆—◆—

O

فضائے جاں کو سکینت کی کیفیت میں رکھ
دِلا! اب اور نہ تُو خود کو معصیت میں رکھ

گناہگار ہوں ، تُو قبر و حشر میں اپنے
کرم کے سائے میں رکھ، رحمتوں کی چھت میں رکھ

نظر ہٹا نہ تُو تصویرِ کعبہ سے ' اپنی
حرم مزاج طبیعت کو محویت میں رکھ

تو خوش گمان رہ 'رحمت سے اُس کی' اپنی سوچ
فضائے عفو میں' ماحولِ مغفرت میں رکھ

کھپا متاعِ ہنر کو ثنا نگاری میں
گرہ میں فن کی ہے جو کچھ اسی جہت میں رکھ

کر عاجزی کی روش اختیار ' اپنے کو
وِلا! تلامذۂ زیرِ تربیت میں رکھ

یہ ہفت خوانِ ثنا آپ طے نہیں ہوں گے
تو خود کو ہر کہہ و مہ کی مشاورت میں رکھ

گزار عمر حرم کی جدائی میں لیکن
ریاضؔ روح کو مکّے کی شہریت میں رکھ

——*—*

O

تیری چاہت میں مرے ربِ عُلیٰ! سب سے الگ
کیا مزہ ہو، جو رہوں سب سے جدا، سب سے الگ

مختلف اوروں سے ہو، منفرد احباب سے ہو
ہو مقدر میں مرے طرزِ ثنا' سب سے الگ

مجھ پہ ہو خاص کرم خاتمہ بالخیر کے وقت
کرم اوروں سے جدا' اور عطا سب سے الگ

رحمتیں چاہتا ہوں ' برکتوں کا طالب ہوں
مستحق تو نہیں ___ ہو بخت مرا سب سے الگ

اِذن سے تیرے محمدؐ کی شفاعت یارب!
حشر کے روز ملے صلِّ علیٰ سب سے الگ!

O

ربنـــا دُور ہو ہنر کی اونگھ!
رچ گئی ہے لہو میں زَر کی اونگھ

اونگھتے گزرے ہیں سبھی دن رات
زندگی تھی کہ عمر بھر کی اونگھ

تیری رحمت سے ختم ہو جائے
دل کی ، اعصاب کی، نظر کی اونگھ

دل کو رکھتی ہے غفلت آمادہ
جان لیوا ہے یہ نظر کی اونگھ

گرنے پر ہی کھلے گی آنکھ اِس کی
لمبی ہے عمر کے شجر کی اونگھ

دل کی غفلت خسارہ سب سے بڑا
سب سے تکلیف دہ ، نظر کی اونگھ

ہوئی محصور خلق غفلت میں
وائے تقدیر! شہر بھر کی اونگھ

——*—*

O

عکسِ نُور" علیٰ نُور دل
ہو سکینت سے معمور دل

ہے سکوں بخش یادِ اللہ
اِس سے اِک پَل نہ ہو دُور دل!

ہو نزول اِس پہ انوار کا
تیرے جلووں سے ہو طُور، دل

تجھ سے ملتا رہے حوصلہ
جب ہو صدموں سے رنجور، دل

تیرے الطاف سے ہو عطا
کامل احساسؔ بھرپُور دل!

ہو شریعت کی تقلید میں
جو بھی ہو تجھ کو منظور دل

حیرتی، شکلِ تصویر ہے
تیری قدرت سے مسحور دل

ربنا! کوئی راہِ نجات
ہے گناہوں میں محصور دل

پَر کشا ہو سوئے عرشِ خیر
شر سے مغلوب و مقہور دل

ہو نہ تیرے کرم سے کبھی
خستہ تن اور معذور دل!

O

سرشکِ نُور سے چہرہ سنوارتا ہے دل
مدام ، گریہ سے خود کو نکھارتا ہے دل

خلوص زاد ہوں اے کاش! عجز ساماں ہوں
یہ اشک ، نذر جو اُس کی گزارتا ہے دل

وہ با خبر ہے تہِ جاں کی آرزو سے بھی
حیات اس لئے چُپ چُپ گزارتا ہے دل

سنبھالتا ہے وہی درد کی ڈھلانوں میں
خلوص سے اُسے، جس پَل پکارتا ہے دل

سکوتِ آخرِ شب کی گھنی خموشی میں
اُسی کے ذکر سے خود کو سنوارتا ہے دل

ریاضؔ حرفِ تہِ لب کو بھی جو سُنتا ہے
خموش رہ کے بھی اُس کو پکارتا ہے دل

O

کس قدر ہے رہِ حیات جمیل
ہمہ پہلو ہے کائنات جمیل

دہر اُس کے جمال کا مظہر
وہ جمیل ، اُس کی بات بات جمیل

حسن اُس کا بیان سے باہر
اُس کی شان اور اُس کی ذات جمیل

نام سے اُس کے دھڑکنیں آباد
ذکر سے اُس کے ہے حیات جمیل

حمد ہے سلسلہ چراغوں کا
ہیں ریاضؔ اِس کی ممکنات جمیل

—•—•—

O

جب سے ہے دل ثنا سے فروزاں قدم قدم
لہجہ ہے میرا روشنی ساماں ، قدم قدم

ہر راہِ زندگی میں مرے ساتھ تُو
تو میرا مہربان و نگہباں ، قدم قدم

سرمستِ شوق ہے رہِ تسلیم پر حیات
ہے حق نما حلاوتِ ایماں ، قدم قدم

ہر راہ اُس کریم کی ، بخشش کی راہ ہے
پیدا ہیں سَو نجات کے امکاں ، قدم قدم

جب سے ہوئی ہے روح مسکینت کی رازیاب
ہر منزلِ حیات ہے آساں ، قدم قدم

کیسے کرم کیا مری خس طبع ذات پر
مَیں تیری پاک ذات کے قرباں قدم قدم

ہر راہِ سخت و تیرہ ، منوّر ہے سہل ہے
آنکھوں میں ہے وہ مطلعِ فاراںؔ قدم قدم

خوش دل ، تری ہی شانِ کریمی سے ہے ریاضؔ
پھیلائے جا رہا ہے وہ داماں ، قدم قدم

O

اے خوشا! اپنے لئے آیا ہے فرقانِ عظیم
رہنما قلب و نظر کا ہُوا قرآنِ عظیم

شکلِ سرکارؐ میں، ہم میں تری رحمت اُتری
کس قدر ہم پہ ہُوا ہے ترا احسانِ عظیم

اللہ اللہ مجسم ہوئے اک پیکر میں
ایک پیغامبرِ نور ، اک انسانِ عظیم

وقت کیا چیز بنائی مرے مالک تُو نے
رمِ ہر لمحہ میں پوشیدہ ہے امکانِ عظیم

جس کو بھیجا ہے جہانوں کی بنا کر رحمت
ہو مرے نامۂ اعمال کا عنوانِ عظیم

یاد سے اُس کی، نہ اک پل کبھی غافل ہونا
بھول کر بھی نہ کبھی کرنا یہ کفرانِ عظیم

'اُمّت رہی' بُنِ ہر مُو کا وظیفہ ٹھہرے
یادِ ازل کا رہے اے دِل! تُجھے پیمانِ عظیم

"میری رحمت سے نہ مایوس ہو میرے بندے"
حجرۂ جاں پہ ہے تحریر یہ فرمانِ عظیم

آج ہو تیرے سوا کون مددگارِ ریاضؔ
اُمڈا آتا ہے شہاؐ، موت کا طوفانِ عظیم

O

دیکھ کر ہر بُنِ مُو پر ترے الطافِ عمیم
لب پہ بے ساختہ آجاتا ہے، ''**اللہ کریم**''

تُو اگر چاہے نہ، خاموش رہیں دشت و جبَل
ہو ترا اِذن تو ہر ذرّۂ خاکی ہو کلیم

ہے طلب تیری عنایات کی لحہ لحہ
اے ہمہ پہلو **کریم** اور ہمہ وقت **رحیم**

سرزنش جلد نہیں کرتا ' رؤف ایسا ہے
ہم خطا کاروں کے حق میں ہے تری ذات حلیم

تُو ازل سے ہے' نہیں تیرے لئے کوئی ابد
ہر حدِ وقت سے باہر ہے تری ذاتِ قدیم

✻—◆—◆—✻

O

زیست کا وظیفہ ہو' دھڑکنوں کی ہو گردان
الرّحیمُ الرّحمٰن ' الرّحیمُ الرّحمٰن

نفس کے سرابوں میں' زندگی کے خوابوں میں
عمر کے عذابوں میں' رہنما رہے قرآن!

سرنگوں زمانے سب گزریں خامشی برلب
بعثتِ محمدؐ کا کیا اُتر سکے احسان!

سوچ آبلہ پا ہے لفظ کے خرابوں میں
نُور کی ستائش کا مرحلہ نہیں آسان

عقلِ سوختہ سر کی آگہی سے باہر ہے
ہست کی توانائی اور ظہور کا امکان

مسکرائے یہ دھرتی رحمتِ رسالتؐ سے
نورِ خیرؐ کے صدقے جگمگائے پاکستان!

—•—•—

O

دین محفوظ رہے اور سلامت ایمان
قائم و زندہ رہے، تا درِ جنّت، ایمان

منتشر خاک کو ہونے نہیں دیتا یہ کبھی
ذات کی آپ ہی کرتا ہے حفاظت ایمان

ملکوتی تری رحمت سے ہے یہ پیکرِ گِل
طلب اعصاب کی' ہستی کی ضرورت ایمان

سرنگوں ہونے نہیں دیتی قیادت اِس کی
بخشتا ہے ہمیں اظہار کی جرأت ، ایمان

اسی جوہر کے حوالے سے تجھے پہچانا
آرزو جینے کی، جینے کی حرارت ایمان

رہ پہ رکھتا ہے پراگندہ خیالوں کو ریاض
کیسے کرتا ہے ارادوں کی حفاظت ایمان

O

ترے الطاف کی بدولت ، دن
رہے تُربت میں تا قیامت ، دن

خوف پھیلاتی رات ہو نہ وہاں
ہو اماں یاب ، پُر سکینت دن

تو ہے توّاب ، تیری رحمت سے
حشر کا دن ہو پُر مسرّت دن

تجھ سے اللہ! مَیں ملوں جس دن
ہو مرا سب سے خوبصورت دن

تیری رحمت سے داورِ محشر!
لائے جب خلد کی بشارت دن

تیری بے پایاں رحمتوں کے طفیل
مری بخشش کی دے شہادت دن

ابد آباد تک رہے قائم
بے خجالت وہ بے ملامت دن

خیر انجام ہو ریاضؔ مرا
باشرف دن ، وہ بافضیلت دن

O

ہیں وقتِ صبح اور ___ سرِ شام اور ہیں
ہر آن اس کی شان جُدا ' نام اور ہیں

لپٹی ہوئی ہے چادرِ انوار گردِ جاں
ہم شاعرانِ حمد کے احرام اور ہیں

جنّت بنی ہے اُس کے کرم سے رہِ حیات
جو خلد میں ملیں گے ، وہ اکرام اور ہیں

اللہ جس کا نام ہے ، اُس لاشریک کے
باہر ہیں جو شمار سے ، وہ نام اور ہیں

ہے بندگیٔ رب ہی فقط محورِ حیات
کیا اہلِ حُب کو اِس کے سوا کام اور ہیں؟

ہر جادہ و مقامِ عبادت ہے اک بہشت
ملتے ہیں اِس سفر میں جو آرام، اور ہیں

جیبِ تہی سے خود کو نہ مفلس شمار کر
بازارِ زیست میں ہیں جو ناکام اور ہیں

بھرپُور ایک اُن پہ بھی ہو ضربِ لا اِلٰـــــہ
پوشیدہ بتّیوں میں جو اصنام اور ہیں

ہیں دردمندیوں کے مکلّف کیے گئے
اہلِ وِلا کے واسطے پیغام اور ہیں

پیشِ خیالِ حمد ہی دل کِھل اُٹھا ریاضؔ
ملنے ہیں جو بہشت میں انعام اور ہیں

—•—•—

O

دلِ ظُہور کی روحِ رواں کا مالک تُو
ہر اک زمین ، ہر اک آسماں کا مالک تُو

وقار آنکھوں کو تُو بخشتا ہے گریہ سے
متاعِ درد کے ہر کارواں کا مالک تُو

ترے سبب سے ظُہور آتی جاتی صدیوں کا
ہر اک زماں ہے ترا ، ہر زماں کا مالک تُو

دلوں پہ قبضہ ، خیالوں پہ اختیار ترا
شعور و جذب کا اور جسم و جاں کا مالک تُو

مَیں ناتمام بھی کامل تری قلمرو میں
محیطِ ہست میں ہر بے نشاں کا مالک تُو

ہر اک طرف کو ہے پھیلاؤ تیری قدرت کا
ہر ایک سلسلۂ بیکراں کا مالک تُو

ترے کرم سے رمِ زندگی سکینت بخش
خیال و خواب کے ہر آشیاں کا مالک تُو

جلائے جاتا ہے کیسے چراغ نسلوں کے؟
تسلسلِ سفرِ جاوداں کا مالک تُو

جہاں میں پھرتا ہے بےخوف اِس سبب سے، کہ ہے
ریاضِ بے ہنر و بے زباں کا مالک تُو!

O

لب پر مرے مدام ترا ذکرِ پاک ہو
معمولِ صبح و شام ، ترا ذکرِ پاک ہو

ہر اک سخن کا تجھ سے ہو آغاز ربنا!
سرِ رشتۂ کلام ، ترا ذکرِ پاک ہو

ہر گفتگو سے افضل و احسن ترا کلام
ہر ذکر کا امام ترا ذکرِ پاک ہو!

تذکار ہو ترا ، مری فردِ عمل کا نُور
سرمایۂ دوام ، ترا ذکرِ پاک ہو

برکت نصیب تیری ثنا سے ہو ہر سفر
ہر رہ میں گام گام ترا ذکرِ پاک ہو

وہ دل کی دھڑکنیں ہوں کہ سانسوں کا ارتعاش
سب میں بہ احترام، ترا ذکرِ پاک ہو

ایمان پر ہو خاتمہ ، ہنگامِ نزع میں
مولا! بہ اہتمام ترا ذکرِ پاک ہو

ہو تیری بارگاہ میں مقبول وہ ادا
جب وقتِ اختتام ترا ذکرِ پاک ہو

اک اور عمرِ خاص عطا ہو ریاضؔ کو
وہ عمر___ جو تمام ترا ذکرِ پاک ہو!

❖—◆—◆—❖

○

نظر کے سامنے ہر پل مطافِ کعبہ ہو
خضر کی عمر ہو، پیہم طوافِ کعبہ ہو

قدم یہ مَس ہوں اُس آیئنۂ تجلّی سے
نظر میں آیئنۂ صحنِ صافِ کعبہ ہو

خدا عطا کرے محویتِ نظر ایسی
نظر میں کچھ نہ سوائے غلافِ کعبہ ہو

ہو بابِ کعبہ پہ جاں، جانِ آفریں کے سپرد
طواف مَست بدن! یوں طوافِ کعبہ ہو

ہو سر پہ بارشِ میزابِ رحمتِ مولا
دو پل حطیم میں یوں اعتکافِ کعبہ ہو

خطِ کرم ہو فروزاں جبیں سے جنت تک
محیطِ جاں، کششِ حرفِ کافِ کعبہ ہو

حرم کے طوف میں یہ زندگی گزر جائے
طلب کا محور و مرکز مطافِ کعبہ ہو

حصارِ جسم سے نکلے تو حشر تک اے کاش!
نصیب روحِ ریاضؔ اعتکافِ کعبہ ہو

O

اس ظلمتِ غفلت سے نکلنے کی کوئی راہ
یارب! تُو سجھا دے ہمیں چلنے کی کوئی راہ

تُو صاحبِ معراج کے صدقے میں دکھا دے
اِس قعرِ مذلّت سے نکلنے کی کوئی راہ!

رکھا نہ کسی کام کا حیرت زدگی نے
رکنے کی جگہ ہے، نہ ہے چلنے کی کوئی راہ

ممکن ہے فقط تیرے کرم سے — مرے مولا!
اس دشتِ خزاں زاد میں پھلنے کی کوئی راہ

ہے نفس ہمہ شر، یہ دل آماج گہ اِس کی
اِس دل کے ہمہ خیر میں ڈھلنے کی کوئی راہ!

تبدیلیِ احوال و انا کی کوئی ترکیب
اندازِ جبلّت کے بدلنے کی کوئی راہ!

اِس عہد میں آساں ہو ترے دین پہ چلنا
اِس شر میں دکھا خیر کے پلنے کی کوئی راہ!

—•—•—

O

وہ مرے پاس ہے، سبحان اللہ
جز وِ احساس ہے، سبحان اللہ

شاہد اُس نور کی زَر کاری کا
دلِ عکاس ہے، سبحان اللہ

کرب کی رات میں فجرِ تسکیں
عفو کی آس ہے سبحان اللہ

اُس کرم پاش کے ہونے کا خیال
روح کی پیاس ہے سبحان اللہ

رحمتِ رب سے ہیں آسودہ نصیب
زندگی راس ہے، سبحان اللہ

اُس نگاہوں میں نہ آتے کی مہک
جزوِ انفاس ہے، سبحان اللہ

لبِ ہر ذرّہ ، دلِ ہر شے کو
ذکرِ حق راس ہے، سبحان اللہ

ہر گُلِ آیتِ قرآنی میں
اُس کی بُو باس ہے، سبحان اللہ

نام اس ذاتِ گرامی کا ریاضؔ
زیبِ قرطاس ہے، سبحان اللہ

❖—◆—◆—❖

O

کیا مولا نے پھر لطف و کرم، الحمدللہ
نگاہوں میں ہے پھر بابِ حرم، الحمدللہ

سدا کی خشک آنکھوں میں ہے نم، الحمدللہ
مرے اللہ نے رکھا بھرم، الحمدللہ

ہے کیسی شہ حقیقت، آنکھ مل مل دیکھتا ہوں
ہوئے تعبیر و خواب ایسے بہم، الحمدللہ

خدائے پاک کی کس کس عطا کا شکر کیجے؟
ہے تا حدِ نظر خوانِ نعم، الحمدللہ

حطیمِ کعبہ میں میزابِ رحمت کے ہیں نیچے
ہوئے اپنی نظر میں محترم، الحمدللہ

ازل کے خواب کا تعبیر نامہ سامنے ہے
نہیں اب نارسائی کا الم، الحمدللہ

سدا کے بے وطن سجدو! وطن آنا مبارک!
جبیں محرابِ کعبہ میں ہے خم، الحمدللہ

سلیقہ شکر کا دَر آئے، تہذیب اَنا ہو
ہر آن الحمدللہ، دمبدم، الحمدللہ

قرینہ حمد کا معمولِ روز و شب ہُوا ہے
خوشا قسمت کہ ہے نوکِ قلم الحمدللہ

ہماری وصف آرائی جہاں سے مختلف ہے
خوشا! اللہ کے واصف ہیں ہم' الحمدللہ

ریاضؔ عاصی و خاطی پہ رحمت ہے خُدا کی
شفیعِ حشر ہیں شاہِ اُمم، الحمدللہ

◈—◆--◆—◈

O

ہمسفر ہو گا نبیؐ کا کرم، اِن شاء اللہ
سُرخرو جائیں گے دنیا سے ہم، اِن شاء اللہ

اللہ اللہ جو دمِ نزع لبوں پر ہو گا
سہل ہو جائے گی راہِ عدم، اِن شاء اللہ

حشر میں پائیں گے نعت، نبویؐ القابات
احمدؐ اسلوب، محمدؐ رقم، اِن شاء اللہ

زندگانی کا سفر ہو گا سکینت انجام
راہِ حق سے نہ ہٹیں گے قدم، اِن شاء اللہ

حمدِ رب ، نعتِ نبیؐ ، مدحِ صحابہؓ کے طفیل
بخشوائے گا ہمارا قلم ، اِن شـــــاء اللہ

جھانکنا نزع میں اِن قبلہ طلب آنکھوں میں
آنکھ کی پتلی پہ ہو گا حرم ، اِن شاء اللہ

جاگتے سوتے رہے یاد اگر موت ، تو پھر
دل سے مٹ جائے گا دنیا کا غم،اِن شـــاء اللہ

ظلمت آثار، اِس اک راہ سے ہٹ کر ہر راہ
راہِ طیبہ پہ رہیں گے قدم،اِن شاء اللہ

حمد اور نعت کی نسبت سے قیامت میں ریاضؔ
رہ ہی جائے گا ہمارا بھرم،اِن شـــاء اللہ

——*—*

O

حمد کس طور سرافراز ہے، ماشاء اللہ
لفظِ ہر شعر حُبّ انداز ہے، ماشاء اللہ

وِرد کس اسمِ معظّم کا ہے انفاس اندر
لبِ جبریل ہم آواز ہے، ماشاء اللہ

ذکر و تسبیح سے ہے بندگی معراج مقام
روح کی عرش پہ پرواز ہے، ماشاء اللہ

حرمِ حمد میں دن رات مراقب ہیں خیال
روح سدرہ کی ہم اعزاز ہے، ماشاء اللہ

لفظ آئینہ ہوئے چہرۂ تنہائی کے
قلم احساس کا غماز ہے، ماشاء اللہ

لفظِ سبحان کی گردان ہے دھڑکن دھڑکن
دلِ ہر ذرّہ ہم آواز ہے، ماشاء اللہ

کلک و قرطاس ہمہ نُور ہوئے جاتے ہیں
کس حسیں حمد کا آغاز ہے، ماشاء اللہ

آخرِ شب کا ہے ماحول سکینت آثار
ذکرِ اذکار کا دَر باز ہے، ماشاء اللہ

حمد کی سمت ریاضِ غزل آرا کا رجوع
ہنرِ نعت کا اعجاز ہے، ماشاء اللہ

❖—◆—◆—❖

O

ہو دن کہ ہو شب، سبحان اللہ
ہو زینتِ لب، سبحان اللہ

سو لاکھ دعاؤں کا حاصل
راضی رہے رب، سبحان اللہ

ماحولِ خیر کی خواہش میں
کہتے رہیں سب، سبحان اللہ

در بہجت کے وا ہوتے ہیں
کہتے ہیں جب، سبحان اللہ

ہے وِرد وظیفہ جینے کا
ہستی کا سب، سبحان اللہ

ہو یہ ہی ریاض دمِ آخر
سانسوں کی طلب، سبحان اللہ

O

دمِ آخر رہے وردِ زباں 'الحمدللہ'
جدا ہو جسم سے اس طرح جاں، الحمدللہ

جو کوئی چیز ہے مصروف ہے تسبیحِ رب میں
زمیں الحمدللہ، آسماں الحمدللہ

ہے کیا سرشاریِ بہجت تشکّر زادگاں کی
زباں الحمدللہ اور بیاں الحمدللہ

خوشا! تسبیح کا حاصل مہکتا ہے لہو میں
ہے نزدِ جاں بہشتِ جاوداں، الحمدللہ

ترستی ہے بہت زمزم کو جاں کی شور وادی
ہو سنگِ قلب پر پیہم رواں، الحمدللہ

رہے تسبیح خواں یوں ہی رگوں میں خوں مسلسل
ہو سانسوں کا وظیفہ جاوداں، الحمدللہ

نظر میں ہے مطافِ کعبہ اور میزابِ رحمت
ہے وادی روح کی جنّت نشاں، الحمدللہ

ریاضؔ آسودہ دِل ہے حمدِ رب کی سرخوشی میں
ہنر ہے سوئے مکّہ پر فشاں، الحمدللہ

O

رحیم رب ، مؤدّت جاہ
دکھا مجھے ، تو سیدھی راہ

تُو خُلد زا ، تُو جنت بخش
مَیں خُلد جُو ، مَیں جنّت خواہ

تری وِلا ، دلوں کا چین
تو دہر کے شہوں کا شاہ

مری اَنا ، خس و خاشاک
مرے عمل ، گیاہ و کاہ

رہے سدا نظر کا نُور
ترے حسیں حرم کی راہ

ہے خلق میں محمدؐ ایک
مدینۂ جناں کا ماہ

ترا حرم سکینت بخش
نگاہ کی عقیدت گاہ

ہُوں بے عمل، نہیں ہے پاس
بجز فغان و اشک و آہ

ترے کرم ہیں بے انداز
کوئی نہیں ہے جس کی تھاہ

میانِ قبر و حشر و نشر
اماں ملے ، مجھے ہر گاہ

مرا سخن سراپا لاف
ہمہ فسوں ، تمام افواہ

توفنا مع الابرار
ریاضِ بے عمل کی چاہ

—•—•—

O

مرے کریم ! علیم و خبیر ذات تری
کوئی بھی پل ہو، سمیع و بصیر ذات تری

نفس نفس مَیں ترے حفظ اور امان میں ہُوں
قدم قدم ہے مری دستگیر ، ذات تری

ہر استعارہ بڑائی کا ، تجھ کو زیبا ہے
ہر ایک طرح عظیم و کبیر ' ذات تری

میانِ خوف و رجا ہم کو پالنے والے !
نذیر ذات تری ہے ، بشیر ذات تری

لہو میں تیری گواہی، نفس میں تیرا نشاں
روئیں روئیں میں ہے امکاں پذیر، ذات تری

کوئی مثال نہیں، بے مثال ہے تری ذات
کوئی نظیر نہیں ، بے نظیر ذات تری

ترے خیال سے معیارِ حق کا قائم ہے
کہ بولتی ہے درونِ ضمیر ' ذات تری

تُو سب جہانوں ' زمانوں کو پالنے والا
مری کفیل بھی ، آفاق گیر ذات تری

تری امان میں ہے صبحِ زندگی سے ریاضؔ
محافظ اُس کی ___ حفیظ و قدیر ذات تری

——*—*

O

رواں رکھتی ہے سب کو جستجو اُس کی
طلب ہے ہر کسی کو، کُو بکُو اُس کی

ثنائے رب ہوئی عادت ، خوشا قسمت!
ازل سے روح کو تھی آرزو اُس کی

رہی شہ رگ ہمیشہ آستاں جس کا
ہے دل کی دھڑکنوں سے گفتگو اُس کی

وہی اک نُور، جو ہے قریۂ جاں میں
نظر آتی ہے رحمت چار سُو اُس کی

کوئی عالم ہو، جینے کا سہارا ہے
نویدِ آیۂ **لا تقنطوا**، اُس کی

سب اہلِ ذکر ، اذکارِ تہجد میں
شہادت دے رہے ہیں باوضو اُس کی

زمانے بھر کی پھیلی نعمتوں میں وہ
سدا رہتی ہے رحمت رُوبرو اُس کی

مری تیری ، حدِ ادراک سے باہر
حقیقت پا سکیں گے مَیں نہ تُو ، اُس کی

پسند اُس کو محمدؐ کے اطاعت گر
ریاضؔ آنکھیں لگی ہیں طیبہ رُو، اُس کی

O

کرم اے رب! گھڑی اِس سے بڑی بھاری نہیں کوئی
سفر اُس سمت کا ہے، جس کی تیاری نہیں کوئی!

عبث تھا زعم جاں پر ، وقتِ رحلت یہ کھُلا ہم پر
کہ اِس اقلیم پر اپنی عملداری نہیں کوئی

فقط تیری رضا مقصود ہے اے بے نیاز آقا!
کہ اس نعمت سے بڑھ کر جاں کو شے پیاری نہیں کوئی

دیا تُو نے لبِ بے طعن و قلبِ بے گلہ ایسا
کسی کے واسطے حرفِ دل آزاری نہیں کوئی

گھن اپنی سوچ سے آتی ہے مولا! تُو کرم فرما
وہ نیّت کون سی ہے جس میں بیماری نہیں کوئی؟

جو تیری یاد میں گزرے، ہے وہ اقلیم بخش اِک پل
کہ تیری بندگی سے بڑھ کے سرداری نہیں کوئی

کرم اے مہرباں آقا! نہیں اِس عمر میں گزرا
کوئی پَل، جس کے دامن میں سیہ کاری نہیں کوئی

تری توفیق سے ہے آبرو لفظوں کی، لہجوں کی
ہے پاسِ عجز سارا، زعمِ فن کاری نہیں کوئی

عطائے خاص ہے رب کی، جو کچھ کوفن میں ہے، ورنہ
ریاضؔ اب اپنی خاکستر میں چنگاری نہیں کوئی

—•—•—

O

گداز بخش طبیعت کو ، دل کو رقّت دے
مرے خدا! تُو مجھے آنسوؤں کی دولت دے

ترے حضور ترستا ہوں کھل کے رونے کو
مشاہدات اثر ' گریۂ ندامت دے

مَیں لمحہ لمحہ تری بندگی میں مست رہوں
نفس نفس مجھے سرشاریِ عبادت دے

جیا ہوں دولتِ دنیا کی حرص میں اب تک
اب اپنے عشق میں مرجانے کی سعادت دے!

مَیں تھک چکا ہُوں بہت بے حضور بحثوں سے
مجھے خموشیوں کی رمزِ معنویت دے

زبان ' کذب و ریا کی گناہگار رہی
حق آشنا کر ، اِسے خیر زا صداقت دے

زبان بخش مجھے حمد و نعت کی خاطر
بھلے سے لوگوں کا پھر حلقۂ سماعت دے

پڑی ہوئی ہے جو دل پر گرہ وہ کھل جائے
تو اِس گھٹن سے مری جان کو سکینت دے

تڑپ رہا ہُوں بہت انشراحِ دل کے لئے
خدا ! مجھے کسی مردِ خدا کی صحبت دے!

عذاب ہے دلِ تیرہ پہ نیند غفلت کی
وجود اُجالتی بیداریوں کی نعمت دے

جہاں تھا دل کا بھی رکھنا گنہ ___ قدم رکھا
مَیں بے ادب ہوں مجھے حرمتِ محبت دے

ریا کے کوڑھ سے محفوظ رکھ عمل میرا
مری نحیف اور بیمار جاں کو صحت دے

مَیں پیشِ کافراں ہتھیار ڈالنے والا
مجھے حرارتِ دیں ، جذبۂ شہادت دے

جو ایک جان کرے اپنی اک صدا سے ہمیں
ہم انتشار پسندوں کو وہ قیادت دے

ہے دل پہ بوجھ یہ دنیائے رشتہ و پیوند
تُو مجھ کو زندگی کے جبر سے فراغت دے

دلِ ریاضؔ کو آزادِ دو جہاں کر دے
اک اپنی اور اک اپنے نبیؐ کی الفت دے
(۱۹۷۳)

O

فنا پذیر ، زوال آشنا کریں کیسے؟
وہ لم یزل ہے، ہم اُس کی ثنا کریں کیسے؟

حطیمِ جاں میں ہجوم اس قدر ہے جلووں کا
سمجھ میں کچھ نہیں آتا دعا کریں کیسے؟

نہ ہو اگر تری توفیق اپنے شاملِ حال
خیال پاک ، نظر پارسا کریں کیسے؟

اِسی سوال پہ نادم ہیں' جان دے کر بھی
کہ بندگی کا تری حق ادا کریں کیسے؟

رُخ اُس نگر کی طرف کرتے شرم آتی ہے
نظر حرم پہ خطا آشنا کریں کیسے ؟

ہزار نعمتیں مانگے بغیر ملتی ہیں
اس آستاں پہ سوالِ عطا کریں کیسے ؟

خموش و حیرتی ہیں اس کی فرطِ بخشش سے
ہم اس کریم کے دَر پہ صدا کریں کیسے؟

خجالتی ہے ہنر دشتِ نارسائی میں
جبیں کا قرض ُزباں سے ادا کریں کیسے؟

دلوں پہ عکس کہاں سیلِ نور کا ٹھہرے
غبارِ جسم کو ہم آئینہ کریں کیسے ؟

حصارِ گنگ کے قیدی ہیں ہم تحیّر زاد
فصیلِ جاں میں درِ حرف وَا کریں کیسے؟

ہے عفو خواہ کو لازم شہادت آنکھوں کی
نہیں ہیں آنکھ میں اشک، التجا کریں کیسے؟

ہوئی نہ قدر تری، ہم خطا سرشتوں سے
ازالہ اِس کا مگر اے خدا! کریں کیسے؟

یہ ایک فکر ہی سدِّ خیالِ حمد رہی
ریاضؔ حمد کی ہم ابتدا کریں کیسے؟

◈—◆—◆—◈

رگوں میں خون کے دوران کے حوالے سے
مَیں مانتا ہُوں تجھے' جان کے حوالے سے

تری صفات کا ہر رنگ منفرد دیکھا
زمیں کے رشتے سے، انسان کے حوالے سے

ہر ایک ثانیہ ہے ، پھیلتے محیط ایسی
یہ کائنات تری شان کے حوالے سے

کوئی بھی راہ ہو ، رہبر ترا صحیفہ ہو
بسر کریں ترے قرآن کے حوالے سے

متاعِ دیں ہے حلاوت نما ، سُرور افزا
حُب آشنا ہیں ہم ایمان کے حوالے سے

کچھ اور ، پھیلتی ، بڑھتی ، ہمکتی جاتی ہے
علوئے شاں تری' ہر آن کے حوالے سے

ہنر میں خیر ہے، لحن و بیاں میں برکت ہے
اُسی رحیم اور رحمٰن کے حوالے سے

دلوں کی روشنی ' ہونٹوں کی چاندنی ٹھہرا
کلام ، حمد کے عنوان کے حوالے سے

'بلیٰ بلیٰ' لبِ ہر ذرّہ کا ہے وِرد ریاضؔ
اسی الســـــت کے پیمان کے حوالے سے

O

وہ جرم ہو نہ، جس کی معافی نہ ہو سکے
اور وہ خطا ___ کہ جس کی تلافی نہ ہو سکے

لاریب تُو ہی پالنے والا ہر ایک کا
کیوں سب کو تیرا دھیان ہی کافی نہ ہو سکے

اعمال استوار ہوں احکام پر ترے
اے کاش کچھ بھی دیں کے منافی نہ ہو سکے

آئے نہ موت ___ تیرے درِ مستجاب سے
جب تک ہر اک گنہ کی معافی نہ ہو سکے

ہیں تنگ جبرِ دہر سے، کر رحم اے رحیم!
اب ہم سے اور خارا شگافی نہ ہو سکے

بارِ نیابت اُٹھے نہ معنی کا لفظ سے
کوئی بھی حرف، حمد کو کافی نہ ہو سکے

روحِ ریاضؔ کا تھا جو پیماں الست کا
تا حشر اُس کی وعدہ خلافی نہ ہو سکے

——*—*

O

نہیں ہے جس کے کرم کی کوئی بھی حد اُس نے
ہمیشہ کی ہے مری غیب سے مدد اُس نے

جہاں میں رکھا مجھے سربلند و سرافراز
دیا نہ جھکنے کبھی آندھیوں میں قد اُس نے

ہر ایک خواب کو تعبیر یاب اُس نے کیا
کرم یہ کیسا کیا؟ **اللہ الصمد** اُس نے

دوام بخشا مجھے بے غروب نعمت کا
مرے ازل کو کیا ہمسرِ ابد اُس نے

مرے ضمیر میں تمیٔز خیر و شر رکھی
سُجھائے میری بصیرت کو نیک و بد اُس نے

بتایا ذکرِ خفی میرے دل کی دھڑکن کو
سکھایا روح کو وِردِ اَحد اَحد اُس نے

کرم سے اپنے نوازا ریاضؔ اپنے کو
کیا نہ اُس کی دعا کو کبھی بھی رَد اُس نے

——*—*

O

خوابوں کی دسترس ، نہ خیالوں کی زد میں آئے
خالق ہے! کب رسائیِ خلقت کی حد میں آئے؟

مثلِ غزالِ موجِ ہوا اُس کا عکسِ نور
دامِ قیاس میں ، نہ کمندِ خرد میں آئے

سب عزّ و اعتبار و وقار اُس کی ذات سے
وہ نام ہر حوالہ و حرفِ سند میں آئے

کیوں ہوں نہ محو اُس کے تذکّر میں دھڑکنیں
کیا کہیئے کیا سکوں ہے؟ جو ذکرِ احد میں آئے

تزئین، 'صبغت اللہ' سے احساس کی ہوئی
کیا کیا نہ آب و رنگ مرے خال و خد میں آئے

پیہم خیال رکھتی ہے وہ ذاتِ بے نیاز
ہر حال میں طلب سے زیادہ رسد میں آئے

اللہ رے! ذوقِ خلد نما ' حمد و نعت کا
گزرے جو پَل بھی اِس میں، عبادت کی حد میں آئے

'لا تقنطوا' کی یادِ رجازاد سے سدا
اک جانِ تازہ تر مرے مردہ جسد میں آئے

دلجوئی کو مجھ ایسے سیہ کار کی ریاضؔ!
اک نُور کی کرن مرے کُنجِ لحد میں آئے

O

ربِّ عرشِ عظیم! ___ تیرے لئے
جو بھی ہے' اے حکیم! تیرے لئے

تجھ سے قرآنِ حمد کا آغاز
ہر الف لام میم تیرے لئے

جانتا ہے تُو دل کے بھیدوں کو
سرِّ جاں اے علیم! تیرے لئے

ہمہ تن کاش وقف ہو جاؤں
مَیں بہ قلبِ صمیم ' تیرے لئے

رہے انوارِ ذکر سے آباد
میرے دل کا حریم ' تیرے لئے

محوِ تسبیح ، قلبِ ہر ذرّہ
حمد بر لب ' نسیم تیرے لئے

ذکر ہُو ، فکر نُو ہو دل میرا
اے خدائے قدیم! تیرے لئے

جان و جوہر ریاضؔ عاصی کے
اے رحیم اے کریم! تیرے لئے

O

اس تیقن سے دلِ اقرارِ احـــــــد کرتا ہے
جو کوئی اُس کے سوا ہے' اُسے رَد کرتا ہے

ہوں سر افگندہ و افتادہ ، مگر اُس کا خیال
ہمسرِ عرش ، مرا قامت و قد کرتا ہے

کیوں نہ انوار سے بھر دے گا مری قبر بھی وہ
جو درخشاں مری خلوت کی لحد کرتا ہے

باوقار اُس کے حوالے سے ہے فن_اُس کا کرم
معتبر لحن کو ، لفظوں کو سند کرتا ہے

بے نیاز اپنے سوا ، آپ سے ، دنیا بھر سے
کون کر سکتا ہے؟ لیکن وہ صــــمـــد کرتا ہے!

حمد اور نعت کا رشتہ ہے محبت آور
یہاں اک دوسرے سے کون حسد کرتا ہے؟

میری تنہائیاں روشن ہیں اُسی کی ضو سے
جو چراغاں سرِ دیوارِ ابد کرتا ہے

گرتی رہتی ہے سکینت کی مسلسل شبنم
سحر و شام جو دل ذکرِ اَحـــــــد کرتا ہے

ہر کڑے وقت میں یاد اُس کی سہارا ہے ریاضؔ
کوئی مشکل ہو' خیال اُس کا مدد کرتا ہے

◈—◆—◆—◈

O

کس طرح سے ہم کو پالتا ہے؟
وہ خاک میں جان ڈالتا ہے!

رکھتا ہے وہ آبرو انا کی
شبنم پہ گُل سنبھالتا ہے

کرتا ہے اُسے رحیـــــم پورا
ارمان جو پَر نکالتا ہے

دل کر کے وہ ذکر سے ہم آہنگ
نام اپنا ، نفس میں ڈھالتا ہے

اسمائے حسن کی روشنی سے
وہ حجرۂ جاں اُجالتا ہے

وَا کر کے وہ روزنِ سکینت
آلام سے جاں نکالتا ہے

لاریب ، مرا وہی ہے رازق
جو کرمکِ سنگ ، پالتا ہے

مجھ ایسے فقیرِ شب زدہ کے
کشکول میں چاند ڈالتا ہے

شہ رگ کے قریں ریاضؔ ہے وہ
دل ، دہر عبث کھنگالتا ہے

O

بہ احترام ، سرِ آغاز حمدِ رب کا ہے
ہے احتیاط کی رہ ، مرحلہ ادب کا ہے

سب اُس کے خوانِ کرم کے گداگر و محتاج
وہ بے نیاز ہے سب سے اگرچہ سب کا ہے

ترے حضور ہیں سرگوشیاں جہیہ جاں کی
کلام تجھ سے ہی ہر حرفِ زیرِ لب کا ہے

خمیر اٹھایا ہے میرا بلیٰ سرشتوں سے
ترا کرم مری جاں پر ازل کی شب کا ہے

اگر امید ہے دل کو، تو تیری رحمت سے
اگر ہے خوف کوئی، تو ترے غضب کا ہے

بہ صد خلوص، اشارہ و رُخ تری جانب
دعائے صبح کا اور التجائے شب کا ہے

ازل سے روحیں ترے آستاں کی سائل ہیں
ہیں جس گھڑی سے، کرم کا سوال تب کا ہے

جہاں پہ ہوتی ہیں سیراب روحیں زمزم سے
ریاضؔ شائق اُسی قریۂ طرب کا ہے!

O

زمیں اُسی کی ، زمانہ یہ سب اُسی کا ہے
جو رب کے واسطے زندہ ہے، رب اُسی کا ہے

ہے نام اُس کا ہم آہنگ جس کے سانسوں سے
ہر ایک موسمِ وصل و طرب اُسی کا ہے

جو ہیں جبلّتیں فرماں روائی میں اس کی
ظہورِ خاک و ہَوا ' بے طلب اُسی کا ہے

جڑوں سے رابطہ جن کا ہے' گل بدست ہیں وہ
ادب، شعار ہے جس کا، یہ سب اُسی کا ہے

—•—•—

O

رہتے ہیں ہمیشہ سے کنارے پہ کرم کے
امید پہ رحمت کی، سہارے پہ کرم کے

آشوبِ جہاں کی کوئی پروا ہی نہیں ہے
جاں ہے کسی نادیدہ ستارے پہ، کرم کے

صد شکر، کہ حاصل ہے ہمیں تیری توجہ
بہتے چلے جاتے ہیں جو دھارے پہ کرم کے

ستّار! ریاضؔ گنہ آلود کی بخشش
موقوف ترے ایک اشارے پہ کرم کے

—•—•—

O

رگِ ہر سنگ میں عکسِ خدا لَو دے رہا ہے
دل ہر ذرّہ اُس کے نُور کی ضو دے رہا ہے

ہیں سب توحید طینت ہم قدم اِس کارواں میں
شہادت خیر کی ہر ایک رہرو دے رہا ہے

عجب معجز نما ہے اس کی حُب ، آئینۂ دل
اُس آنکھوں میں نہ آتے مہ کا پرتو دے رہا ہے

اجالا لیس الانسان الّا ماسعیٰ کا
ہر اک ذی روح کو درسِ تگ ودَو دے رہا ہے

رحیم اتنا، طلب سے بڑھ کے دیتا ہے ہمیشہ
خوشا، اک مانگنے پر وہ مجھے سَو دے رہا ہے

صلائے خیر دیتا ہے ہمیں ہر اک طرف سے
ریاضؔ ایک ایک پَل آوازۂ نَو دے رہا ہے

—◆—◆—

O

نُورِ **لاتقنطوا** کا ہالہ ہے
ورنہ اعمال نامہ کالا ہے

تیری بخشش کا، مغفرت کا تری
طور انوکھا ہے، ڈھب نرالا ہے

چُپ دعا ، گنگ التجاؤں کا
ایک تُو ہی تو سننے والا ہے

میرے ہونے کا، تیری رحمت ہی
معتبر ، مستند حوالہ ہے

حیرت آباد ہو گئی وہ آنکھ
جس نے بحرِ طلب کھنگالا ہے

تیرے قربان، تُو نے کس کس طور؟
مجھ گنہ گار کو بھی پالا ہے

محشرستان رکھ دیا اِس میں
کیسے سانچے میں قلب ڈھالا ہے

تیرے پُر نُور ذکر سے منسوب
خلوتِ جاں کا ہر رسالہ ہے

کیسی کیسی جگہ نہ بھٹکا مَیں
تُو نے کس طرح سے سنبھالا ہے!

دل کی تاریک دھڑکنوں میں ریاضؔ
اُس کے تذکار سے اجالا ہے

O

سکون و حُب کا کنارا اُسی کی ذات سے ہے
جہاں بھنور ہے، سہارا اُسی کی ذات سے ہے

اُسی کے لطف سے معراج آشنا ہے وجود
بلند خاک کا تارا' اُسی کی ذات سے ہے

ہم اُس رحیـــــم کے بے اعتبار بندے ہیں
جو کچھ بھرم ہے ہمارا' اُسی کی ذات سے ہے

اسی نے خاک میں رکھا ہے شعلہ خواہش کا
بدن میں خوں کا شرارا' اُسی کی ذات سے ہے

پلک جھپک نہ سکیں اُس کے اذن و حکم بغیر
ہمارا خود پہ اجارہ' اُسی کی ذات سے ہے

ہیں اُس کے حکم و فرامین حق و صبر افزا
غم و الم بھی گوارا' اُسی کی ذات سے ہے

ثنا کے سارے حوالے ادھر ہی جاتے ہیں
ہر استعارہ ، اشارہ اُسی کی ذات سے ہے

اُسی کے حکم سے مسجود ہے ملائک کا
بشر ،ظہور کا پیارا' اُسی کی ذات سے ہے

نفس نفس کا تسلسل حیات ساماں ہے
ریاضؔ عمر کا دھارا اُسی کی ذات سے ہے

O

حرم مثال ہو یہ دل کا دَیر، ممکن ہے
جو تیرا حکم ہو ، کیا چیز غیر ممکن ہے؟

تلاشِ حمد مجھے راہِ خلد دکھلائے
مرا خیال ہو افلاک سیر، ممکن ہے!

ہر اک نفس مرا مصروفِ بندگی ہو ، مگر
تُو خود ہی کہہ دے یہ تیرے بغیر ممکن ہے؟

غمِ زمانہ کا کیا ، تُو اگر ہو شاملِ حال
مَیں جاؤں خوں کا یہ دریا بھی پیر ممکن ہے!

ہے شرط، عبـــد کوئی عبـــدہٗ بنے تو کہی
ورائے ہست ہو اک پل میں سیر، ممکن ہے!

ہو اُس کا اذنِ ہدایت، تو گمرہوں کو ریاضؔ!
خضر مثال ملیں پِیَر پِیَر ، ممکن ہے

O

دین سے تیرے کچھ اِس طور ارادت ہو جائے
زیست میری ہمہ تسلیم و عبادت ہو جائے

قسمتِ چشم ہوں جو اشک، ہوں توبہ آور
عفو ساماں ہو جو، وہ خامشی عادت ہو جائے

حرمِ کعبہ میں لے جائے مجھے ذکر ترا
قوی اتنی، ترے آثار سے نسبت ہو جائے

کر دے یک جان جو اِس ملّتِ درماندہ کو
پھر نصیب ایسی کوئی صالح قیادت ہو جائے

با شرف حکمتِ قرآن سے ہو فکر مری
ذکر اذکار ترا، میری روائت ہو جائے

—♦—♦—

O

روح کو تازگی کا مژدہ دے
اک نئی زندگی کا مژدہ دے

دُور رکھ نفس کی اطاعت سے
اپنی ہی بندگی کا مژدہ دے

قہر ہے یہ فضائے باطل و شر
خیر کا ، راستی کا مژدہ دے

جبر معمول سے نکال مجھے
ہر نفس بہتری کا مژدہ دے

رُخِ افکار کر حیا اسلوب
دل کو پاکیزگی کا مژدہ دے

کھُلے خود پر گرہ تحیّر کی
ذات کی ہمرہی کا مژدہ دے

حشر آہنگ اِن اَناؤں میں
فقر کا ، عاجزی کا مژدہ دے

"یا عبادی" سے یاد فرما کر
'وادخلی جنّتی' کا مژدہ دے

مضطرب ہے دلِ ریاضؔ ، اِس کو
راحتِ سرمدی کا مژدہ دے